A-PDF Watermark DEMO: Purchase from www.A-PDF.com to remove the watermark

استوصوا بالنساء خیراً (الحدیث)

ماہنامہ بنات اہلسنت لاہور

مدیر اعلیٰ
مولانا محمد الیاس گھمن

جلد نمبر 2 | فروری 2011ء | شمارہ 2

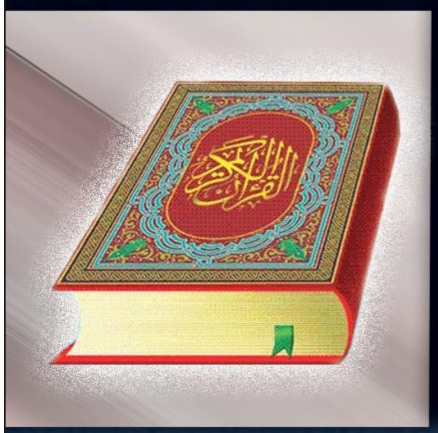

دارالعلوم دیوبند نے کیا دیا؟

نکاح ثانی.....احیائے سنت

ساٹھ دن میں حفظ قرآن؟

ناشر
احناف میڈیا سروسز
AMS

استو صوا بالنساء خیراً (الحدیث)

ماہنامہ

بنات اہلسنت

لاہور

جلد نمبر 2 | فروری 2011ء | شمارہ 2

مدیر اعلیٰ

مولانا محمد الیاس گھمن

معاون مدیر

عابد جمشید رانا

فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور، ایم۔فل پنجاب یونیورسٹی لاہور

حافظ محمد کلیم اللہ

فاضل دار العلوم عیدگاہ کبیر والا، فاضل شعبہ صحافت جامعۃ الرشید کراچی

زیر سرپرستی

حضرت اقدس، عارف باللہ حکیم

شاہ محمد اختر

دامت برکاتہم

ترسیل کار

بشیر احمد قاسمی

محمد علی ڈیروی

ایجنسی ہولڈرز مہر لگائیں اور ہدیہ دینے والے اپنا نام لکھیں!

بیرون ممالک

امریکہ، اسٹریلیا، جنوبی افریقہ اور یورپی ممالک

35 ڈالر.....سالانہ

سعودیہ، انڈیا، متحدہ عرب امارات اور عرب ممالک

25 ڈالر.....سالانہ

ایران، بنگلہ دیش 20 ڈالر.....سالانہ

قیمت فی شمارہ -/20 روپے

سالانہ زر تعاون

-/240 روپے

www.islahunnisa.com
islahunnisa@gmail.com

خط وکتابت

دفتر ماہنامہ بنات اہلسنت

بالمقابل جامعہ حقانیہ نزد پیکجز فیکٹری قینچی امرسدھو لاہور 042 36185019

http://islamurdubooks.net

ایک نظر میں

3 درسِ قرآن

4 درسِ حدیث

5 نکاح ثانی احیائے سنت — اداریہ

16 قانون توہین رسالت میں ترمیم کے مضمرات — محمد اسماعیل قریشی

25 ساٹھ دن میں قرآن حفظ؟ — عبدالمنعم فائز

31 محبت مصطفیٰ یا خواہش پرستی؟ — مولانا خبیب احمد گھمن

35 دارالعلوم دیوبند نے کیا دیا؟ — محمد اکبر شاہ بخاری

43 اہم اسلامی آداب — شیخ عبدالفتاح ابوغدہ

48 نشہ — ظہیر احمد صدیقی

50 موٹاپا اور Dieting — ڈاکٹر منصور احمد باجوہ

52 ہمارا کچن — ام ارسلان رانا

53 اس ماہ کا سبق زبان کی حفاظت — مولانا عاشق الٰہی بلند شہریؒ

56 بہو کی طرف سے جھگڑے کے اسباب — پیر ذوالفقار احمد

61 ناموس رسالت پر جان اپنی فدا کردے — اثر جون پوری

62 وفیات

http://islamicurdubooks.net

درس قرآن

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"فنجعل لعنةَ الله على الكاذبين."

اس کا مفہوم یہ ہے کہ جھوٹے شخص پر اللہ کی لعنت ہو۔لعنت کہتے ہیں رحمت سے دوری کو یعنی جھوٹا شخص اللہ کی رحمت سے دور ہوگا۔

تشریح: جھوٹ ایک ایسا جرم ہے جو ہر طبقہ میں معیوب سمجھا جاتا ہے۔معاشرہ میں جس جرم کی وجہ سے فساد برپا ہے وہ جھوٹ کا گھناؤنا جرم ہے اسی جرم کی وجہ تاجر مجرم بنتے ہیں آفس میں کام کرنے والے ملازم مجرم بنتے ہیں گھریلو نظام میں بے سکونی اسی جرم کی بدولت آتی ہے بلکہ خود انسان میں ہر وقت بے چینی کا عفریت گھسا رہتا ہے اور ہر وقت پریشانی اس کو گھیرے رکھتی ہے۔

ایک اصول ہے کہ انسان کو سچا ہونے کے لیے ساری زندگی سچا ہونا ضروری ہے اور جھوٹا ہونے کے لیے ساری زندگی جھوٹا ہونا لازمی نہیں بلکہ زندگی میں اگر ایک دفعہ بھی جھوٹ بولا تو یہ شخص جھوٹا ہی شمار ہوگا اس کا یہ مطلب ہرگز نہ سمجھیں کہ میں نے فلاں دن جھوٹ بولا تھا تو اب میں سچی کبھی نہیں ہوسکتی۔نہ نہ ایسی بات ہرگز نہیں بلکہ انسان اگر توبہ کرے تو حدیث پاک میں آتا ہے کہ:

"التائب من الذنب كمن لا ذنب له."

گناہ سے توبہ کرنے والا ایسے ہے جیسا کہ اس نے گناہ کیا ہی نہیں اس لیے اگر کبھی آپ نے جھوٹ بول لیا تھا تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اب آپ سدھر نہیں سکتے نہیں بلکہ توبہ کر کے ہمیشہ کے لیے سچائی والی زندگی بسر کریں آپ دیکھیں گی کہ آپ کی زندگی کتنی پرسکون گزرتی ہے۔

اللہ تعالی ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائیں (آمین)

http://islamicurdubooks.net

درس حدیث

حدثنا ابو القاسم عیسی ،حدثنا سوید ، عن مالک ، عن صفوان ابن سلیم انه قال: قیل یا رسول الله صلی الله علیه وسلم" ایکون المومن جبانا ؟ " قال ((نعم)) فقیل له :

"ایکون المومن بخیلا ؟" قال ((نعم)) قیل له :ا یکون المومن کذابا ؟ " قال ((لا))

(تنبیہ الغافلین ص119)

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا مومن بزدل ہوسکتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب ارشاد فرمایا کہ:

ہاں! اس کے بعد سوال کیا گیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا مومن بخیل ہوسکتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جی ہاں مومن بخیل بھی ہوسکتا ہے اور جب یہ پوچھا گیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا مومن جھوٹا بھی ہوسکتا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نہیں۔

ایک اور حدیث میں حضرت ابوبکر صدیق فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"علیکم بالصدق فانه مع البر وھمافی الجنة وایاکم والکذب فانه مع الفجور وھما فی النا ر."

(صحیح ابن حبان ج12 ص 19)

ترجمہ: ہمیشہ سچائی پر قائم رہو کیونکہ سچائی نیکی کے ساتھ ہوتی ہے اور نیکی اور سچائی دونوں جنت میں جائیں گے اور جھوٹ سے بچو کیونکہ یہ برائی ہے اور برائی اور جھوٹ دونوں جہنم میں ہونگے۔

اللہ تعالی ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

http://islamicurdubooks.net

نکاح ثانی.....احیائے سنت

اداریہ

ماہنامہ بنات اہلسنت کے مدیر اعلی متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ تعالی رشتۂ ازدواج میں منسلک ہوئے۔ مدیر اعلی کے عقد ثانی کی مبارک تقریب مرکزی جامع مسجد حسن ابدال میں منعقد ہوئی جس علماء ومشائخ اور اہل علاقہ کا ایک جم غفیر جمع تھا۔ مولانا عبدالشکور حقانی نے ابتدائی کلمات ارشاد فرمائے تقریب کا آغاز قرآن کریم کی تلاوت سے شروع ہوا تلاوت کی سعادت قاری محمد اخلاق مدنی (امام فیصل مسجد اسلام آباد) نے حاصل کی قاری صاحب کی آواز کانوں میں رس گھول رہی تھی اور لحن داوی میں قرآن سننے سے محفل میں مدعو شرکاء کی عجیب سی کیفیت ہو رہی تھی اس کے بعد پیر طریقت مولانا قاضی ارشد الحسینی نے تعدد ازواج پر وارد ہونے والے شبہات کا عقلی ونقلی دلائل سے جواب دیا اور معاشرے میں پائے جانے والے شکوک وشبہات کو دور کیا اور نکاح ثانی کو معیوب سمجھنے کی بنا پر معاشرے میں جو فسادات رونما ہو رہے ہیں ان کا بھی تفصیلی جائزہ لیا۔ بعد ازاں متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ تعالی نے تقریبا آدھ گھنٹے کا انتہائی مدلل، پر مغز اور علمی بیان فرمایا اور اسلام کی حقیقی تعلیمات کی روشنی میں شادی کے حقیقی تصور کو واضح فرمایا۔ مولانا کے بیان کے بعد پیر طریقت مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی دامت برکاتہم خلیفہ مجاز شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ تعالی نے نکاح پڑھایا اور دعا کروائی۔

تقریب میں مولانا کے صاحب زادے عزیزم محمد عبداللہ آپ کے بھائی مولانا خبیب احمد گھمن ان کے علاوہ اٹک سے قاضی نثار الحسینی، لاہور سے مولانا عبدالشکور حقانی، مفتی زبیر احمد، مولانا عابد جمشید ڈائریکٹر احناف میڈیا سروس، بھائی شبیر احمد ثانی، راولپنڈی سے مولانا شفیق الرحمٰن، مفتی محمد اویس اور مولانا غلام ربانی، ایبٹ آباد سے مولانا محمد آصف، مانسہرہ سے مولانا ضیاء

الرحمٰن اور مولانا حفیظ الرحمٰن، حسن ابدال سے مفتی زاہد، ماموں کانجن سے مولانا عبدالقدوس گجر، مولانا افتخار، مولانا نوید اور مولانا شمیم ناگرہ، چارسدہ سے حاجی عبدالرحمٰن، ہری پور سے مولانا امان اللہ، آزاد کشمیر سے مولانا زاہد کشمیری اور کثیر تعداد میں معززین علاقہ اور علماء نے شرکت کی۔

اس مبارک تقریب میں متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ نے جو خطاب ارشاد فرمایا بتغییر یسیر اس کو نقل کیا جارہا ہے۔

بعد از خطبہ مسنونہ:

جا زندگی مدینے سے جھونکے ہوا کے لا
شاید کے حضور ہم سے خفا ہیں منا کے لا
کچھ ہم بھی اپنا چہرہ باطن سنوار لیں
ابوبکر سے وہ آئینے عشق و وفا کے لا
دنیا بیتاں پر بہت ہی تنگ ہو گئی
فاروق اعظم کے دور کے نقشے اٹھا کے لا
جن سے خدا نے ہمیں محروم کر دیا
عثمان کے وہ زاویے شرم و حیا کے لا
مغرب کی گلیوں میں مارا مارا نہ پھرائے گدائے علم
دروازہ علم سے وہ خیرات جا کے لا

معزز علماء کرام! میرے نہایت واجب الاحترام بزرگوار مسلک اہل السنّت والجماعت سے تعلق رکھنے والے غیور نوجوان دوستو اور بھائیو! سماعت فرمانے والی میری قابل صد احترام ماؤ اور بہنو! ہمارا آج کا یہ مختصر سا پروگرام نکاح کا مبارک اور مسنون عمل ہے جس کے لیے آپ حضرات یہاں تشریف لائے۔ میں تفصیل کے ساتھ گفتگو نہیں کرنا چاہتا؛ میں چند ایک باتیں جو نہایت ضروری ہیں وہ آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں آپ میں سے اکثر افراد بہت اچھی طرح

http://islamicurdubooks.net

جانتے ہیں میں لطیفہ گوئی مولوی نہیں ہوں جو اللہ نے تھوڑی سی زندگی عطا فرمائی ہے اگر یہ مسلک کی خدمت میں لگ جائے اللہ کی قسم اللہ رب العزت کا مجھ پر اور آپ پر بہت بڑا احسان ہے اس مختصر زندگی کو فضول مت سمجھیں اور وقت ضائع مت کریں۔ بس دعا کریں کہ اللہ ہم سب کو گناہوں سے بچائے اور عافیت کے ساتھ اپنے دین کی خدمت کے لیے قبول فرمائے۔

میں نے صرف دو تین باتیں عرض کرنی ہیں:

نمبر 1: بیتنوں اور کافروں کے درمیان تصور نکاح میں کیا فرق ہے؟

بیتنوں کے ہاں نکاح ''عبادت'' کا کام ہے کفار کے ہاں نکاح ''عیاشی'' کا نام ہے، اس لیے کافر نکاح کے موقع پر وہ اسباب اختیار کرتا ہے جن کا تعلق عیاشی کے ساتھ ہے بیتن وہ اسباب اختیار کرتا ہے جس کا تعلق عبادت کے ساتھ ہے۔ اس لیے بیتن نکاح کے موقع پر اسباب عبادت اختیار کرتا ہے اور کافر اسباب عیش اختیار کرتا ہے۔ بیتنوں کے نکاح میں خطبہ ہے، کافروں کے نکاح میں خطبہ نہیں۔ بیتن کے نکاح میں گواہان اور ایجاب وقبول ہے۔ کفار کے ہاں نہیں، بیتن کا نکاح مسجد میں؛ کافر کا نہیں بیتن کے ہاں نکاح کے موقع پر کلمات تشکر ہیں کفار کے ہاں نہیں ہیں میں علماء کی خدمت میں ہلکے ہلکے اشارے پیش کرتا ہوں آپ مزید دلائل جمع کر کے گفتگو فرمائیں۔

کفر کی مسلسل محنت کی وجہ سے آج بیتن کا دماغ یہ بنا ہے کہ بیتن بھی نکاح کو ''عیاشی'' سمجھنے لگا ہے۔ اس لیے کسی سے رشتہ مانگنا بھی عجیب لگتا ہے رشتہ دینا بھی عجیب لگتا ہے۔

میں آپ کی خدمت میں ایک اصول عرض کرتا ہوں آپ نے فرق کرنا ہو کہ تقویٰ ہے یا نہیں؟ کسی قریبی دوست یا بڑے سے آپ رشتہ مانگیں اگر آپ کا دوست صحیح اور متقی ہوگا وہ عذر تو کرے گا، محسوس نہیں کرے گا اور اگر آپ کا صحیح دوست اور متقی نہیں ہوگا عذر نہیں کرے گا محسوس کرے گا۔ دس سال سے مجھ سے دوستی اس لیے تھی کہ تو مجھ سے میری بیٹی مانگتا تمہیں شرم نہیں آتی میری بیٹی مانگتا ہے یہ وہ کہے گا جو دوستی میں غیر مخلص ہوگا جو صحیح دوست ہوگا وہ کہے گا میرا عذر ہے ہماری نسبت

کا مسئلہ ہے یا اس کی نسبت طے کر دی ہے بچی کی عمر پوری نہیں ہے کچھ مسائل ہیں عذر کر دے گا محسوس نہیں کرے گا۔

ہمارے ایک دوست بڑی پیاری بات فرماتے ہیں کہ:

''ہمارے ہاں یہ بھی ہے کہ دوستی اوروں سے ہوتی ہے رشتے اوروں سے ہوتے ہیں۔ میرا ایک بہت ہی قریبی دوست ہے وہ ہمارے گھر نہیں آ سکتا کیوں کہ ہماری رشتہ داری نہیں ہے میں چاہتا ہوں مگر نہیں آ سکتا۔ اگر میں اپنی بیٹی دے دوں اور اس کی بیٹی لے لوں تو یہ دروازے ختم ہو جائیں گے اور اندر آئے گا۔''

نبوت کا مزاج کیا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے سب سے قریبی جو چار تھے ان میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سے لی ہیں اور دو کو دی ہیں تو دو کے گھر میں آئے ہیں اور دو کے گھر میں گئے ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دروازے صاف کر دیے ہیں اب معاملہ آسان ہو گیا کہ نہیں؟ ہر روز ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں، یہ حضور کے یار ہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی؛ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بھی خواہش ہے اور عمر رضی اللہ عنہ کی بھی خواہش ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عمر کا فرق ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم مانگ لو۔ تیری عمر کا فرق تو نہیں ہے ناں! اسے دوستی کہتے ہیں۔

میں نے عرض کیا کہ میں تفصیلاً گفتگو نہیں کر رہا میں ہلکی ہلکی بات کے اشارے کر رہا ہوں تا کہ بات کو سمجھیں لیکن ہمارے معاشرے میں کیونکہ اس حیثیت کو اس قدر عام کیا گیا ہے کہ لوگ نکاح کو ''عیاشی'' کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اب بتائیں اگر نکاح عبادت ہے تو جو عبادت زیادہ کر سکتا ہے وہ کرے جو نہیں کر سکتا، نہ کرے! ہم کہتے ہیں دوسری شادی؟؟؟ تیسری شادی؟؟؟ چوتھی شادی کیوں؟ ہمارے ذہن میں جنسیت ہے۔ ہمارے ذہن میں خواہشات ہیں، ہمارے ذہن کا باغیانہ مزاج ہے اگر اس کو عبادت سمجھتے تو تعجب نہ ہوتا اگر آپ یا کوئی دس نفل پڑھے بیس

نفل پڑھے کوئی تعجب نہیں کرتا کوئی آدمی پوری رات پڑھے کوئی تعجب نہیں کرتا۔لیکن یہ اس کے لیے ہے جو اس عبادت کو سہہ سکتا ہو۔حضرت کاندھلوی فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص عشاء کی نماز کے بعد نفل شروع کرے دو گھنٹے پڑھے اور فجر کی نماز فوت ہوگئی۔تو عشاء کی نماز کے بعد دو گھنٹے کے نفل چھوڑ کر فجر کی نماز باجماعت ادا کرے۔ہاں جو سہہ سکتا ہے وہ ضرور کرے؛ ہمارے امام امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃُ اللہ علیہ نے چالیس سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی لیکن ہمارے مشائخ فرماتے ہیں کہ اگر آپ میں ہمت نہیں ہے تو عشاء کی باجماعت نماز ادا کر کے سو جائیں اور صبح فجر کی نماز باجماعت ادا کریں۔

عورت بہت مضبوط رشتہ ہے اس کی آہ جب نکلتی ہے تو اس کے اور عرش کے درمیان کوئی فاصلہ نہیں رہتا۔اس نے گھر کو چھوڑ دیا، والد کو چھوڑ دیا، بھائیوں کو چھوڑ دیا خاندان کو چھوڑ دیا صرف خاوند کے سہارے جیتی ہے جب یہ ظالم اسے مارتا ہے، دنیا میں ہے کوئی اس کی بات سننے والا!!!

دوسری بات: عبادات کی دو قسمیں ہیں:

نمبر1: اجتماعی اور نمبر 2: انفرادی

ایک عبادت اجتماعی ہے! ایک عبادت انفرادی ہے۔اجتماعی عبادات میں اظہار مقصود ہوتا ہے انفرادی عبادات میں اخفاء مقصود ہوتا ہے۔جماعت کے ساتھ فرض نماز یہ اجتماعی عمل ہے، اس پر کیا ہونا چاہیے اظہار۔تہجد یہ ہے انفرادی؛ اس پر کیا ہونا چاہیے؟ اخفاء۔اس لیے فرض نماز مسجد میں بہتر ہی نہیں ضروری ہے اور نفل نماز گھر میں بہتر ہے کیونکہ نفل انفرادی عبادت اور فرض اجتماعی عبادت ہے۔

میں ایک مثال دیتا ہوں:

اب آپ دیکھیں نکاح یہ اجتماعی عمل ہے یا انفرادی؟ نکاح ایک فرد سے نہیں ہوتا بلکہ نکاح تب ہوگا جب دو افراد ہوں، اجتماعی ہوا ناں؟ تو اس کا اظہار ہونا چاہیے؟ یا اخفاء؟ اب جو نکاح کر کے اخفاء کرتے ہیں تو قابل جرم ہیں۔کہتے ہیں کہ ہم نے شرعی نکاح کیا ہے دو گواہ بنائے ہیں۔

گواہوں کا مطلب کیا ہے؟

گواہ اس لیے تھے کہ آپ کا نکاح تو ہو گیا آپ جا رہے ہیں اور کسی کو نہیں پتا کہ بیوی ہے کہ نہیں تو جب اعلان کریں گے تو اب سب کو پتا ہو گا ناں کہ اس کی بیوی ہے۔ تو گواہ اس لیے نہیں تھے کہ آپ دو بندوں کے درمیان ایجاب وقبول کریں۔ یہ گواہ اس لیے تھے کہ کم از کم دو فرد ہونے چاہئیں تا کہ ان کے اکھٹے چلنے پر کسی کو اعتراض نہ ہو اور ہر کسی کو پتہ ہو کہ یہ خاوند بیوی ہیں

میں دوسرے لفظوں میں یوں کہتا ہوں ایک ہے نکاح کے لیے افراد اور ایک ہے جب کوئی مطالبہ کرے کہ تمہارے نکاح کی دلیل کیا ہے؟ تو یہ دو شہادتیں اس لیے ہوتی ہیں اگر کوئی کیس عدالت میں آئے کوئی مسئلہ پیش آئے کبھی کوئی بندہ پوچھ لے تو کم از کم دو افراد ایسے ہونے چاہئیں کہ جو کہہ سکیں کہ یہ خاوند اور بیوی ہیں۔ ورنہ شریعت کا منشاء گواہ نہیں ہے بلکہ شریعت کا مسئلہ (اعلنوا النکاح واجعلوہ فی المساجد) اعلانیہ نکاح ہو اور کہاں کرو مسجد میں۔ کیونکہ تینوں کی اجتماعی عبادت گاہ کون سی ہے؟ مسجد۔ آپ کے ذہن میں سوال آئے گا ''اعلنوا'' تو فرما دیا تو دو گواہ کیوں فرمائے؟ گواہ عبادات میں نہیں ہوتے بلکہ گواہ معاملات کے لیے ہوتے ہیں اس لیے علماء کی مستقل یہ بحث ہے کہ نکاح عبادت ہے یا معاملہ ہے؟ اس لیے یہ ایک بحث چلتی ہے کہ کوئی بندہ نکاح نہ کرے نفل پڑھے یہ بہتر ہے؟ یا نکاح کرے اور نفل نہ پڑھے یہ بہتر ہے؟ اصل اس کی وجہ کیا ہے؟ کیا اس نکاح کا منشاء معاملہ ہے یا عبادت۔

تو جنہوں نے معاملہ سمجھا انہوں نے نوافل کو بہتر کہا جنہوں نے عبادت سمجھا انہوں نے نکاح کو بہتر کہا کیونکہ اجتماعی عبادات انفرادی عبادات میں سب سے بہتر اور اعلیٰ ہوتی ہیں اور جب تک منشاء نہ سمجھ آئے تو بات سمجھ میں نہیں آتی۔ میں اس پر چھوٹی سی مثال دیتا ہوں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''الغیبۃ اشد من الزنیٰ'' غیبت زنا سے بڑا جرم ہے۔

اس کی وجہ کیا ہے؟

سید الطائفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

زنا کی منشاء ''حب باہ'' ہے اور غیبت کی منشاء ''حب جاہ'' ہے اور ''جاہ'' یہ ''باہ'' سے بڑا جرم ہے اس لیے غیبت زنا سے بڑا جرم ہے۔

میں بات سمجھانے کے لیے کہتا ہوں حضرت تھانوی کا نام آیا الحمدللہ میں اس پر شکر ادا کرتا ہوں کہ مجھے سلسلہ تھانوی سے بھی خانقاہ کی اجازت حاصل ہے اور سلسلہ مدنی سے بھی اجازت حاصل ہے دونوں اعزاز اللہ تعالی نے عطا فرمائے ہیں اس پر اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں، یہ کوئی فخر کی بات نہیں ہے بلکہ اللہ کا شکر ہے۔

حضرت تھانویؒ نے فرمایا:

کہ کسی نے مجھ سے کہا کہ عوام میں آپ نے اتنا علمی بیان فرمایا کسی کو کچھ سمجھ نہیں آیا تو میں نے کہا کہ کہ سمجھ لیا تو اچھا۔ نہیں سمجھ آیا تو بہت اچھا۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ہمیں تو آپ کی یہ بات بھی آپ کی سمجھ نہیں آئی کہ سمجھ آئے تو اچھا نہ سمجھ آئے تو بہت اچھا، تو آپ نے فرمایا اگر سمجھ آ گیا تو اچھا اگر نہیں سمجھ آیا تو ان کو یہ احساس ہو جائے گا کہ مولانا کے دلائل مضبوط رکھتے ہیں گمراہ نہیں ہونگے تو مجھ پر اعتماد ہوگا کہ حضرت کے پاس بہت علم ہے۔

تو میں نے جو باتیں کی ان میں سے ایک یہ ہے کہ نکاح عبادت ہے۔ نمبر 2 نکاح میں اظہار ہے اعلان ہے۔ چھپ کر نہیں۔ یہ ایسا شرعی عمل ہے کہ میں فتویٰ تو نہیں دیتا، اگر کوئی مولوی ایسا عمل کرے تو اسے کوڑوں کی سزا دینی چاہیے یہ ایسا مسئلہ ہے کہ نکاح بھی کرتے ہو تو چوری کیوں؟

جہیز:

ہمارے ہاں ایک بات مشہور ہے کہ شریعت میں جہیز کا وجود نہیں جو جہیز کی بات کرتے ہیں ان کی دلیل ہے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیا جانے والا سامان ہے۔ تو اگر یہ دلیل مان لی جائے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑا مساوات اور عدل قائم کرنے والا دنیا میں کون ہو سکتا ہے؟؟؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں کتنی ہیں ایک یا چار؟

''چار''

تو جہیز کتنوں کا؟ ایک کا یا چار کا؟ آپ نے سنا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنھا کو اتنا سامان دیا۔ وجہ کیا ہے اگر جہیز دینا تھا تو چاروں کو اتنا سامان دینا چاہیے تھا۔

اس کی وجہ کیا ہے؟

کہ حضرت زینب رضی اللہ عنھا کے خاوند یہ خود کفیل ہیں، حضرت رقیہ رضی اللہ عنھا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنھا کے خاوند یہ خود کفیل ہیں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنھا کے خاوند یہ خود کفیل نہیں ہیں۔ یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش میں ہیں اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور جگہ نکاح کرتے تو سامان کس کے ذمہ تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ تو یہ سامان کس لیے تھا؟ ہم اس کو جہیز سمجھ بیٹھے۔ تو ہم نے کہا کہ جہیز ہونا چاہیے میں شرم کی وجہ سے نہیں کہتا مرد کی غیرت کے خلاف ہے، کہ بیٹی بھی لے، برتن بھی لے، بیٹی بھی لے، گھر بھی لے، بیٹی بھی لے، گھر کا سامان بھی لے۔

چھنکی ن میرے ہیں اور برتن بھی میرے ذمہ ہیں یہ عجیب بات ہے کہ چھنکی ن میرا آتا ہے اور برتن وہ لا رہے ہیں یہ مرد کی غیرت کے خلاف ہیں۔ بحمد اللہ تعالیٰ ہم نے چھوٹے بھائیوں کی شادیاں کی ہیں اور شرط یہ لگائی تھی کہ جہیز نہیں لیں گے، جب تک والدین کے گھر میں تھی والدین کے ذمے، جب شادی ہوگئی تو شوہر کے گھر آ گئی تو شوہر کے ذمہ ہے والدین کے ذمہ نہیں، آسان بات ہے ہمارے ہاں ایک مسئلہ چلتا ہے حق مہر کا۔ اچھا ہم بڑے عجیب لوگ ہیں برأت میں دوسو آدمی لے کر آنے ہیں اور جب وہ لڑکی والے پوچھیں کہ مولوی صاحب! حق مہر؟ تو کہتے ہیں مہر فاطمی رکھ لیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنھا کے گھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاں سے تو برأت نہیں نکلی تھی۔ دوسو بندوں کی برأت بھی لائیں گے دس لاکھ کا جہیز بھی لیں گے تو جب بچی کے حق مہر کا مسئلہ آئے گا تو کہتے ہیں تو مہر فاطمی کی بات کرو۔

میں اصولی بات کرتا ہوں کہ حق مہر کتنا ہونا چاہیے؟

یہ کم از کم اتنا رکھیں کہ اتنا کم نہ ہو کہ لڑکی اپنی سہیلیوں کو بتانے میں شرم کرے اور اتنا نہ

رکھیں کہ بوجھ ہو، ان کا بھی خیال کریں اور اُن کا بھی، یہ حق مہر ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام ارشادات خیر ہی خیر برکت ہی برکت ہیں آج کل جو اختلافات گھر گھر میں لڑائی جھگڑے اور فساد ہیں ان کی وجہ؟ ہم جب نکاح کرتے ہیں تو شریعت کے مطابق نہیں کرتے تو جب توڑ پیدا ہوتا ہے تو مولوی صاحب کے پاس دوڑتے ہیں۔

قیمتی اصول:

حضرت امی عائشہ رضی اللہ عنھا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک اصول لیا وہ کون سا؟ فرمایا: ''اس نکاح میں برکت زیادہ ہوتی ہے جس میں خرچہ کم ہو۔''

ایک ہوتی ہے برکت ایک ہوتی ہے کثرت۔ برکت اور کثرت میں کیا فرق ہے؟ چیز زیادہ ہو اور فوائد کم ہوں تو اسے کہتے ہیں کثرت اور اگر چیز کم ہو فوائد زیادہ ہوں تو اسے کہتے ہیں برکت۔ دس بندوں کا کھانا ایک بندہ کھائے تو یہ کیا؟ کثرت۔ اور ایک بندے کا کھانا دس کھائیں اور پیٹ بھر جائے تو اسے کیا کہتے ہیں؟ برکت۔ ہم کثرت والے نہیں ہیں برکت والے ہیں۔

ہمارے ؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر نبوت کے اعلان کے بعد کتنے سال ہے؟ 23 سال ہے۔ مگر حضور کے ہاں برکت ہے کثرت اور برکت کو سمجھیں۔ اللہ ہمیں بات سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر اعلان نبوت کے بعد 23 سال ہے۔

جو لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر اطہر میں زندہ نہیں مانتے وہ لوگ یہاں ایک وسوسہ اور شبہ پیش کرتے ہیں کہ اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں زندہ ہیں تو عمر 1500 سال کے لگ بھگ بنتی ہے۔ اگر حیات بھی مانتے ہو تو نبوت کے بعد زندگی 23 سال کیوں بتاتے ہو؟

یہ اشکال پیدا کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں حیات کو نہیں مانتے۔ جب کوئی آپ سے یہ اشکال کرے تو آپ اس سے پوچھیں کہ تیری عمر کتنی ہے تو وہ کہے گا 35 سال۔ تو آپ کہیں کب سے شروع ہوئی وہ کہے گا جب سے میں پیدا ہوا اس سے پوچھو جب تو ماں کے پیٹ میں تھا تو زندہ تھا یا نہیں، اس نے کہنا ہے کہ ہاں زندہ تھا۔

آپ اس سے کہیں کہ پھر تو تیری عمر 35 سال اور 6 ماہ ہے تو 6 ماہ کیوں پی گیا؟ یہ چھ ماہ بھی شمار کرنا جو تو ماں کے پیٹ میں زندہ رہا تو کل عمر 35 سال اور 6 ماہ! اس نے کہنا کہ میں زندہ تھا مگر عمر شروع ہوتی ہے ولادت کے بعد سے، پیٹ سے نہیں۔ آپ اسے کہیں کہ نبی قبر میں زندہ ہیں مگر عمر شمار نہیں کرتے، قبر میں زندہ ہو تو حیات تب بھی پیٹ میں ہو تب بھی۔ نہ اس کو شمار کریں گے نہ اس کو، اس میں بھی زندہ اس میں بھی زندہ۔ پیٹ میں بھی شمار نہیں کرتے، قبر میں بھی شمار نہیں کرتے۔

فوراً اشکال کرے گا؟

نبی قبر میں زندہ ہیں؟ آپ کہو گے: ''جی! زندہ ہیں۔''

اس نے فوراً کہنا ہے:

کہ نبی کا حجرہ مبارک تو چھوٹا سا ہے اس میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا دم نہیں گھٹتا؟؟

اب یہ دیکھیں یہ تزلزل کا شکار ہے میں کہتا ہوں کہ اس سے پوچھو جب تو ماں کے پیٹ میں زندہ تھا تو تیرا دم نہیں گھٹتا تھا؟ تو کہے گا۔ نہیں۔

اسے کہو کہ جو خدا ماں کے پیٹ میں زندہ رکھتا ہے اور سانس نہیں گھٹنے دیتا تو وہ خدا نبی کو بھی زندہ رکھتا ہے اور اس کا بھی سانس نہیں گھٹتا۔

وہ کہے گا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں زندہ ہیں؟ ہم کہیں گے: ''جی ہاں۔'' تو اس نے فوراً شکوہ کرنا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں تو رزق ملتا ہے؟ تو ہم کہیں گے: ''ملتا ہے۔'' تو پھر وہ کہے گا کہ قضائے حاجت کے لیے کہاں جاتے ہیں؟ اب اس سے پوچھو؟

اللہ تجھے ہدایت عطا فرما دے، اور ہدایت کے بعد جنت عطا فرمائے تو تجھے جنت میں رزق ملے گا تو کھائے گا پیئے گا؟ تو کہتا ہے: ''ہاں! میں کھاؤں گا پیوں گا، تو اس سے پوچھو کہ کیا تو قضائے حاجت کے لیے جہنم میں جائے گا؟ جو تجھے رزق ملے گا تو قضائے حاجت کے لے کہاں جائے گا؟ اس نے فوراً کہنا ہے کہ جنت میں قضائے حاجت نہیں ہوگی!

حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر جنت ہے تو جنت میں تو

قضائے حاجت کی شکایت ہوتی ہی نہیں ۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر صلوۃ وسلام پڑھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سماعت فرماتے ہیں اور اگر دور سے پڑھے تو ملائکہ لے جاتے ہیں ۔

میں آیا تو نکاح کی مبارک تقریب میں ہوں لیکن عقیدہ ہم خوشی میں بھی بیان کرتے ہیں اور غمی میں بھی ۔ہم نے جینا اور مرنا عقیدے پر ہے۔ میں نے کہا کہ جب ہم آئیں گے تو عقیدہ ضرور بیان ہوگا عقیدہ پر سودے بازی (کمپرومائز) نہیں ہوسکتا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں زندہ ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر جائیں تو صلوۃ وسلام سنتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم مناسب سمجھیں تو جواب دیتے ہیں نہیں سمجھتے تو جواب نہیں دیتے ۔ایک شخص کہنے لگا کہ جواب دیتے ہیں تو ہم تو نہیں سنتے ۔ہم کیسے مان لیں کہ جواب دیتے ہیں؟

میں نے کہا ''اللہ''

آپ بھی مل کر کہیں!!!

اللہ.....

دلیل قرآن میں ہے کہ جب ہم بولتے ہیں تو اللہ تعالی جواب بھی دیتے ہیں، آپ نے جواب سنا تو جواب دیتے ہم نے سنا نہیں مگر مان لیا کیونکہ قرآن میں ہے۔ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام پیش کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا۔ ہم نے نہیں سنا مگر مانا کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو نہ مانے وہ بھی بے ایمان رب کا قرآن نہ مانے تب بھی بے ایمان ہے۔

(بیان کا بعض حصہ اختصار کی غرض سے حذف کیا جارہا ہے)

اللہ ہمیں اور آپ کو بات سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین) اللہ کرے کہ ہمیں یہ باتیں سمجھ آجائیں اور عقیدہ بھی سمجھ آجائے اور نکاح اور شریعت بھی سمجھ آجائے ۔اللہ تعالیٰ ہمیں شریعت کو سمجھ کر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

http://islamicurdubooks.net

قانون توہین رسالت میں ترمیم کے پیش رات

محمد اسماعیل قریشی

سینئر ایڈووکیٹ سپریم کورٹ پاکستان

مملکتِ خداداد پاکستان کے صدر جناب جنرل پرویز مشرف نے سال ۲۰۰۰ء میں اعلان کیا تھا کہ قانون توہین رسالت کا غلط استعمال ہو رہا ہے۔ اسی لیے اس کے ضابطہ کار (Procedural Law) کو تبدیل کرنا ہوگا۔ راقم نے ورلڈ ایسوسی ایشن آف مسلم جیورسٹس کی جانب سے اس تجویز سے اختلاف کرتے ہوئے اس پر گہری تشویش کا اظہار کیا کہ موجودہ طریق کار میں تبدیلی اس قانون کو غلط طور پر موثر بنانے کی ناروا کوشش ہے جو قومی اشتعال انگیزی کا باعث ہوگا اور اس کے پس پردہ امریکہ اور یورپ کی متعصب ذہنیت کارفرما ہے۔

پاکستان کی دینی اور سیاسی جماعتوں نے اس ترمیم کی مخالفت کرتے ہوئے اس کے خلاف ملک بھر میں احتجاجی مظاہرے شروع کر دیے اس دوران جنرل موصوف بیرون ملک دوروں پر تھے وہاں انہیں اس بگڑتی ہوئی صورتحال سے آگاہ کیا گیا۔ اس لیے انہوں نے واپسی پر ائرپورٹ ہی سے قوم سے براہ راست خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ حکومت کے چند اہلکاروں کی طرف سے صرف ایک تجویز تھی جو نادانستہ طور پر پیش ہوگئی۔

قوم اگر اسے ناپسند کرتی ہے تو ہم قانون توہین رسالت کے طریقہ کار میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی کیسے کر سکتے ہیں اس لیے یہ تجویز فوری پر واپس لے لی گئی اگرچہ کہ امریکہ اور یورپ یہ جانتے تھے کہ جنرل مشرف نے یہ بات مصلحتاً کہہ دی ہے لیکن اس کو بھی وہ برداشت نہیں کر سکے۔ اس لیے امریکہ کی نیوکونز (نئی قدامت پسند عیسائی) گورنمنٹ کے اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ نے ڈیموکریسی اور ہیومن رائٹس بیورو کے حوالے سے سال ۲۰۰۳ء میں انٹرنیشنل رپورٹ تیار کی ہے جو سال ۲۰۰۴ء میں منظر عام پر آئی۔ اس رپورٹ میں قانون توہین رسالت کا سختی سے محاسبہ کیا گیا ہے کہ اس کی وجہ سے مذہبی آزادی اور حقوق انسانی سلب ہو رہے ہیں۔

اقلیتوں خاص طور پر قادیانی، احمدی گروہ کے متعلق بتلایا گیا ہے کہ ان کی زندگی، جان اور مال بینتے ظ نہیں اگر چہ کہ ساتھ ہی یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس قانون کے سال ۱۹۹۱ء میں نافذ ہونے کے بعد اب تک ہائیکورٹ فیڈرل شریعت کورٹ یا سپریم کورٹ سے کسی شخص کو بھی سزائے موت نہیں دی گئی اور نہ ہی کوئی اس جرم میں سزایاب ہوا ہے لیکن رپورٹ میں بتلایا گیا ہے کہ پاکستان میں ابھی ۶۷ مقدمات زیر سماعت ہیں۔ ۱۵ کروڑ آبادی کے اس ملک میں یہ صورتحال بھی ان کی نظر میں تشویشناک ہے۔

جونہی یہ رپورٹ جنرل صدر مشرف کے نوٹس میں لائی گئی اس پر ان کو ہمہ مقتدر صدر امریکہ جارج ڈبلیو بش کی دست راست کینڈولیزا رائیس کی وہ وارننگ یاد آ گئی کہ اگر پاکستان نے امریکن گورنمنٹ کی مرضی کے خلاف کوئی کام کیا تو اس کی گاجر سے تواضع ختم ہو جائے گی پھر چھڑی (Stick) کے زور سے اسے راہ راست پر لایا جائے گا چونکہ صدر جنرل پرویز مشرف ایک امن پسند اور صلح جو جنرل ہیں اس لیے انہوں نے نہایت پھرتی سے یوٹرن (U Turn) لیا اور الٹی زقند لگائی۔ ایسی زقند وہ کونڈی رائس کے پیش رو کولن پائل کی ایک کال پر بش کی خوشنودی کے لیے ان کی مسلم ملک افغانستان کے خلاف اعلان صلیبی جنگ (Crusade) پر لگا چکے ہیں۔ اس مرتبہ یوٹرن ۲۰۰۴ء میں جنرل موصوف نے ضابطہ کار سے بھی آگے بڑھ کر قانون توہین رسالت پر نظر ثانی کا اعلان داغ دیا۔

اس اعلان میں حدود لاز کے بارے میں بتلایا گیا کہ یہ قوانین بھی انسانی ذہن کی تخلیق ہیں یعنی: سرقہ، ڈکیتی، حرابہ، بدکاری، قذف کے جرائم کی قرآن وسنت میں مقررہ سزائیں ماڈرن اجتہاد کی روشنی میں معاذ اللہ، وضعی یا انسان کی اپنی بنائی ہوئی ہیں، اس پر بیتن عوام مسلم قائدین اور دینی رہنما حکومت کی مخالفت پر کمر بستہ ہو گئے۔ دوسری طرف سے وزیروں اور مشیروں کی فوج ظفر موج بھی میدان میں اتر گئی۔ سیکولر دستے پہلے ہی ان کی مدد کے لے موجود تھے مگر مصلحت وقت کے پیش نظر طے پایا کہ تمام اسلامی قوانین پر نظر ثانی کی بجائے صرف قانون قصاص ودیت میں ترمیم کی جائے۔ یہ ترمیم پرائیوٹ بل کے طور پر پیش کی گئی۔ اس میں قانون توہین رسالت میں کسی قسم کی کوئی ترمیم شامل نہ تھی۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ پاکستان کے پرائیوٹ ٹی وی چینل Geo نے ۱۳ مئی ۲۰۰۴ء کو توہین رسالت کے سلسلے میں ایک اہم مذاکرے (Capital Talk) کے عنوان سے اہتمام کیا۔ جس میں راقم، وزیر مذہبی امور میاں اعجاز الحق اور پی پی پی کی رکن قومی اسمبلی فوزیہ وہاب کے علاوہ محبوب صدا ڈائریکٹر کرسچن سٹڈیز کو مدعو کیا گیا تھا۔ اس کے کمپئر جناب حامد میر تھے۔ اس مذاکرے میں یہ امور زیر بحث آئے: کیا حکومت امریکہ کے دباؤ میں توہین رسالت کا قانون ختم کرنا چاہتی ہے؟ کیا طریقہ کار میں تبدیلی سے قانون کا غلط استعمال رک جائے گا؟ کیا سزائے موت ختم کرنے سے فیڈرل شریعت کورٹ کے فیصلے کی خلاف ورزی ہوگی؟

امریکی دباؤ کے بارے میں ہمارا موقف واضح تھا کہ یہ امریکن ایجنڈے کا حصہ ہے اس کی تائید میں ہم نے امریکن ہیومن رائٹس بیورو کی رپورٹ کا دستاویزی ثبوت پیش کیا لیکن وزیر مذہبی امور اور مسز فوزیہ وہاب کا کہنا تھا کہ پاکستان امریکہ کے زیر اثر ایسا کوئی کام نہیں کر رہا۔ مسٹر محبوب صدا اور مسز فوزیہ وہاب ایم این اے کی رائے تھی کہ اس قانون کو ختم کر دینا چاہیے اور پارلیمنٹ جو ایک بااختیار ادارہ ہے اسے ایسا کرنے کا حق حاصل ہے۔ مسز فوزیہ وہاب نے ایک متبادل تجویز پیش کی کہ اگر اس قانون کو ختم کرنے میں کوئی رکاوٹ ہے تو زیادہ سے زیادہ توہین رسالت کی سزا سات سال ہونی چاہیے۔ جب موصوفہ سے پوچھا گیا کہ تنسیخ یا ترمیم کا مطالبہ کا کیا جواز ہے؟ جس پر انہوں نے فرمایا کہ اللہ نے ایسے معاملات میں عفو درگزر کا حکم دیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایذا دینے والوں کو معاف فرما دیا تھا۔ اس پر موصوفہ نے تسلیم کیا کہ اس سلسلے میں ان کا مطالعہ اتنا وسیع نہیں ہے۔ اس لیے وہ فی الوقت اس کا جواب نہیں دے سکتیں۔ کرسچن کمیونٹی کے نمائندے محبوب صدا کی توجہ اس طرف دلائی گئی کہ خود بائبل میں کئی نبیوں کی توہین کی سزا؛ سزائے موت بذریعہ سنگسار ہے اس بارے میں آپ کیا فرمائیں گے؟ کہنے لگے بائبل کا قانون دنیا میں کہیں لاگو نہیں ہے جب بتلایا گیا کہ برطانیہ یورپ اور امریکہ میں جو اپنے آپ کو سیکولر ہونے کے دعویدار ہیں۔ وہاں بھی توہین مسیح کی سزا موت تھی

لیکن سزائے موت موقوف ہونے کے بعد توہین مسیح کی سزا عمر قید کر دی گئی ہے جس پر انہوں نے کہا کہ ہمارا یورپ برطانیہ اور امریکہ سے کوئی تعلق نہیں ہم تو پاکستان کی بات کرتے ہیں۔ اگر برطانیہ امریکہ میں کوئی فیصلے ہوئے تو ہمیں اس کا کوئی علم نہیں لیکن انہوں نے تسلیم کیا کہ پاکستان میں ابھی تک کسی ایک شخص کو بھی توہین رسالت کی سزا دی گئی۔

وزیر مذہبی امور میاں اعجاز الحق نے برملا اعتراف کیا کہ حکومت کو توہین رسالت کی سزا میں ترمیم یا تنسیخ کا کوئی اختیار نہیں اور نہ حکومت کا ایسا کوئی ارادہ ہے لیکن چونکہ قانون کا غلط استعمال ہو رہا ہے اس لیے حکومت چاہتی ہے کہ اصل قانون میں کسی تبدیلی کے بغیر طریقہ کار (Procedural Law) میں تبدیلی کی جائے۔ کیسی تبدیلی؟ کے جواب میں کہ اگر کسی نے توہین رسالت کا غلط مقدمہ درج کرایا اور تفتیش یا انکوائری میں وہ مقدمہ غلط ثابت ہوا اور عدالت سے ملزم بری ہو جائے تو غلط مقدمہ درج کرانے والے کو سزائے موت دی جائے گی

اس پر راقم نے شرکائے مذاکرہ کو ہارون رشید کے دور کا ایک مشہور واقعہ سنایا کہ متنبّی اس کے دربار کا بہت بڑا قصیدہ گو شاعر تھا مگر بلا نوش شرابی بھی۔ ہارون کے دور حکومت میں ایک سخت گیر محتسب اعلیٰ (Ombudsman) کا تقرر ہوا جو نشہ کی حالت میں پکڑے جانے والے شخص کو موقع پر ہی اسی کوڑوں کی سزا دیا کرتا تھا۔ اس پر متنبّی نے خلیفہ کی خدمت میں لکھا کہ ان حالات میں وہ دربار کی حاضری سے قاصر ہے۔ ہارون رشید کو مشکل یہ آن پڑی کہ شراب نوشی کی سزائے تازیانہ موقوف کر دے تو رعایا کی مخالفت کا خطرہ موجود ہے تو دوسری طرف اس کا دربای شاعر ایسے محتسب کی موجودگی میں اس تک پہنچ نہیں سکتا۔ بادشاہ کی اس پریشانی کو دور کرنے کے لیے اس کے وزیران باتدبیر نے اسے مشورہ دیا کہ اگر قانون کی بجائے قانون کے طریقہ کار میں ترمیم کی جائے تو یہ پیچیدہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے وہ اس طرح کہ شراب نوشی کی اسی کوڑوں والی اسلامی سزا کو نہ چھیڑا جائے وہ برقرار رہے لیکن طریقہ کار میں ترمیم کر کے شرابی کے خلاف رپورٹ کرنے والے کو سو کوڑے لگائے جائیں مگر اس زمانے کے لوگ معلوم ہوتا ہے کہ کچھ انتہاء پسند تھے جو اس ترمیم

کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے جس پر ہارون رشید جیسے بادشاہ وقت کو بھی اس ترمیم کو منسوخ کرنا پڑا

اس مذاکرے میں سب سے دلچسپ اور فیصلہ کن مرحلہ اس وقت آیا جب وزیر مذہبی امور میاں اعجاز الحق سے پوچھا گیا کہ بدنام زمانہ رشدی اگر ان کے سامنے آجائے تو وہ کیا کریں گے؟ جس پر انہوں نے بے ساختہ وہی جواب دیا جو دراصل یہ تینوں کی قومی نفسیات کا ترجمان تھا۔ ان کے لاشعور میں یہ تہہ نشین خواہش تھی جو شیطانی آیات کے سمجھنا کا نام سنتے ہی بے اختیار ان کی زبان پر آگئی جسے وہ روک نہ سکے اور کہا کہ وہ اسے گولی مار دیں گے طریق کار میں ترمیم کی بات بھی اس وقت ان کے ذہن سے فراموش ہوگئی سب سے بڑھ کر وہ توہین رسالت کے ملزم کو عدالت میں صفائی کا حق بھی نہیں دینا چاہتے۔

ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا بھی یہی موقف تھا کہ ملزم گستاخ رسول کو موقع پر ہی اس کی نیت ارادہ اور مقصد معلوم کئے بغیر ہی جان سے مار دینا چاہیے جبکہ ہمارا واضح موقف شروع سے ہی فیڈرل شریعت کورٹ، ہائیکورٹ سپریم کورٹ میں یہی چلا آرہا ہے کہ توہین رسالت کے قانون کا مقصد ہی یہ ہے کہ ملزم کو پوری طرح اپنی صفائی پیش کرنے کا حق دیا جائے جو قرآن، قانون اور عدل وانصاف کا تقاضہ ہے نیت اور ارادہ کے بغیر توہین رسالت کی حدود میں سزا کسی کو نہیں دی جاسکتی۔

اب رہ گیا یہ اہم سوال کہ کیا توہین رسالت طریق کار میں ترمیم کا قانون کا غلط استعمال رک جائے گا؟ اس کا سیدھا اور صاف جواب یہ ہے کہ طریقہ کار میں ترمیم کی وجہ سے قانون کے غلط استعمال کا زیادہ احتمال موجود ہے جیسا کہ ہم نے پہلے عرض کیا ہے کہ کاروکاری قتل وغارت کے پرائیویٹ بل میں توہین رسالت کے قانون میں اس کے طریقہ کار میں ترمیم کا کہیں ذکر موجود نہیں لیکن سرکار کے وزیر انچارج نے کاروکاری اور قتل غیرت (Honour Killing) جیسے گھناؤنے جرائم کو نمایاں کر کے توہین رسالت کے طریقہ کار میں ترمیم کو کمال ہوشیاری سے قصاص ودیت کے بل میں خلط ملط کر دیا اور ترمیم کی غرض وغایت کے بیان میں بھی اسے نظر انداز کر دیا گیا۔ جو پارلیمانی قواعد کے مطابق ضروری تھا۔ قصاص ودیت کے ترمیمی بل کے طریقہ کار پر

سرکار دربار کے حاشیہ نشینوں کے سوا ملک کی اپوزیشن ایم ایم اے اور اے آر ڈی کے ممبران اسمبلی احتجاج کرتے ہوئے ایوان سے واک آؤٹ کر گئے ملک کے تمام مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے شہریوں نے اس غیر اسلامی مذموم حرکت کو یکسر مسترد کر دیا۔ این جی اوز تک نے بھی اس طرح کے بل کو غیر پارلیمانی طریقہ سے پاس کرنے پر اس بل کو متنازعہ قرار دیا۔ اسی لیے یہ بل اور خاص طور پر توہین رسالت کا ترمیمی بل قانون بن جانے کے بعد بھی نا قابل قبول رہے گا۔

پہلے ضابطہ فوجداری کی دفعہ 156 کی رو سے پولیس اسٹیشن کے انچارج افسر کو قابل دست اندازی پولیس جرائم قتل توہین رسالت اور دیگر سنگین جرائم میں اطلاع دینے یا رپورٹ کرنے پر مقدمہ درج کر کے ملزم کو گرفتار کرنے کے بعد تفتیش کا اختیار حاصل تھا جس سے مدعی کو یہ اطمینان ہو جاتا کہ قانون ملزم کے خلاف حرکت میں آ گیا ہے اس طریقہ کار میں ملزم پولیس کی تحویل میں آ جانے سے قاتلانہ حملے یا واردات قتل سے بھی محفوظ ہو جاتا اور اس علاقے یا ملک سے فرار ہونے کے راستے بھی بند ہو جاتے رہے ہیں چونکہ پولیس تھانے اور چوکیاں شہر کے اندر قریب قریب اور دیہاتوں اور ہر قریہ میں جرائم کے انسداد اور لاء اینڈ آرڈر کو برقرار رکھنے کے لیے قائم ہیں۔ دفعہ 156-A تعزیرات کی تفتیش کا اختیار صرف پولیس کے اعلیٰ افسر S-P کو دیا گیا ظاہر ہے ایس پی کو اپنے ہیڈ کوارٹر آفس سے اٹھا کر ملک بھر کے شہروں اور دیہاتوں کے ہزاروں لاکھوں تھانوں کے اندر لا کر بٹھایا تو نہیں جا سکتا۔ ایس پی صاحبان تو صدر مملکت، گورنر، قطار اندر قطار وزیروں مشیروں اور افسران سرکار جن کے دم قدم سے اس ملک کی بقا اور استحکام وابستہ ہے کہ جان و مال کے تحفظ کے لیے شب و روز مصروف کار ہوتے ہیں۔ مزید برآں اپوزیشن کے ٹ۔ جلوسوں کی روک تھام بھی ان کی ذمہ داریوں میں شامل ہے ایسے ہمہ گیر مصروف اعلیٰ پولیس افسروں کو توہین رسالت کے ملزموں کے خلاف رپورٹ کی تفتیش اور انکوائری کی مہلت کہاں؟ ان حالات میں توہین رسالت کے مدعی کو جس کے دل میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و حرمت اس کی جان و مال ماں باپ اور اولاد سے بڑھ کر ہوتی ہے وہ ایس پی صاحبان کی تلاش میں تگ و دو کے بعد بھی ان

کے دفتروں کے چکر لگانے کے لیے صبر ایوب کہاں سے لائے گا۔ اس کے علاوہ توہین رسالت کے مدعی کی ایس پی کو درخواست ملزم کے لیے یورپ اور امریکہ جانے کے لیے ویزا بن جائے گی۔

تاریخ کے واقعات کا تسلسل ہمیں بتلاتا ہے کہ جہاں بھی توہین رسالت کا قانون موجود نہ ہو؛ اگر ہو بھی تو وہ غیر موثر ہو تو پھر جس کسی بیتن کے سامنے اس گھناؤنے جرم کا ارتکاب ہوگا وہ قانون کو اپنے ہاتھ میں لے کر مجرم کو موقع واردات پر بھی سزا دے گا توہین رسالت کا قانون ہونے کے باوجود بھی سرفروش لوگوں کی کمی نہیں جو توہین رسالت کے ملزموں کے مقدمات میں تاخیر بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ چنانچہ لاہور ہی کی جیل کے اندر ہمارے ہی مقدمہ توہین رسالت کے ملزم یوسف کذاب کے متعلق ایک قیدی کو معلوم ہو گیا کہ اس گستاخ رسول کو ضمانت پر رہا ہونے کے بعد یورپ کی گورنمنٹ ایجنسیاں اسے اپنے ملک میں لے جانے کے لیے منتظر ہیں تو اس قیدی نے یوسف کذاب کو اسی جیل کے اندر گولی مار کر ہلاک کر دیا اور ساتھ ہی اقرارِ جرم بھی کر لیا۔ اس گستاخ رسول کو بیتنوں نے اپنے قبرستان میں دفن ہونے کی اجازت بھی نہیں دی۔

کچھ عرصہ قبل لبنان کی ایک مشہور گلوکارہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف توہین آمیز گیت گائے تو اس کے شوہر نے اس کا گلہ کاٹ دیا۔ نیوز ویک ماہ نومبر ۲۰۰۴ء کی ایک رپورٹ کے مطابق جب ہالینڈ کے ایک بدقماش فلم ساز تھیوداں گوغ نے قرآن ناطق صلی اللہ علیہ وسلم کی آیت وحی کی تضحیک اور بے حرمتی ایک نیم برہنہ اداکارہ سے کرائی تو ایک مراکشی نوجوان اٹھا اور اس نے کام تمام کر دیا معلوم نہیں مہذب یورپ کی انتہا پسند شہری اسلامی اور ؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ایسی ناشائستہ اور انسانیت سوز شیطانی حرکتوں سے بیتنوں کے جذبات کو مشتعل کرتے رہتے ہیں انہیں روکنے کی بجائے الٹا بیتنوں کو مورد الزام ٹھہرایا جاتا ہے چنانچہ اسی نیوز ویک کے ایک کالم نویس نے ہنگٹن (Huntington) کے نفرت انگیز نظریہ کی تائید کرتے ہوئے لکھا ہے:

That the clash of civilization taking place at tha global level batween muslims and christians.

مسلمانوں اور عیسائیوں کا تہذیبی تصادم اب عالمی سطح پر پہنچ گیا ہے ملکی اور عالمی حالات کے تناظر میں قانون توہین رسالت کے ضابطہ کار میں ترمیم کے ذریعے اسے غیر موثر بنانے کی کوشش ملک اور قوم کے لیے انتہائی خطرناک ہوگی۔ اس سے مسلمانوں کے ہیجان انگیز جذبات کا طوفانی بند کھل جائے گا جسے بند کرنا حکومت کے بس کی بات نہیں رہے گی۔ اس لیے ایسی ترمیم کی تنسیخ حکومت کا دانش مندانہ اقدام ہوگا۔ قانون توہین رسالت منسوخ کر کے کوئی اسلامی ریاست اور حکومت زندہ اور سلامت نہیں رہ سکتی۔

اس لیے اس قانون وغیرہ موثر کرنے کے لیے طریقہ کار میں ترمیم کا چور دروازہ استعمال کیا گیا ہے اس کی غرض وغایت ترمیم بل میں نہیں لائی گئی جس کے بغیر ترمیمی بل ہی ناقابل پیش رفت تھا ترمیم کی ایک وجہ جو اخبارات کے ذریعے ہم تک پہنچی ہے وہ یہ کہ توہین رسالت کے قانون کا غلط استعمال ہو رہا ہے لوگوں کے خلاف اور خاص طور پر غیر مسلم اقلیتوں کے خلاف توہین رسالت کے جھوٹے مقدمے درج ہو رہے ہیں جس کا حوالہ انٹرنیشنل ہومن رائٹس امریکن بیورو کی رپورٹ سال ۲۰۰۳ء میں دیا گیا ہے یہ رپورٹ پاکستان کی ہیومن رائٹس این جی اوز کی فراہم کردہ ہے جس کا سربراہ پاکستان کا عیسائی بشپ ہے یہ رپورٹ خود بر خود غلط ہے سارے پاکستان میں بارہ سال کے دوران عیسائی یا دیگر غیر مسلموں کے خلاف پندرہ سے زیادہ مقدمات دائر نہیں ہوئے جن میں تمام ملزمان اسلامی قانون شہادت کے غیر معمولی معیار اور تحفظات کی بدولت بری ہو چکے ہیں۔

قانون رسالت کے بارے میں غلط استعمال ہونے کے اعتراض کا الزامی جواب یہ ہے کہ دنیا کا وہ کون سا قانون ہے جس کا غلط استعمال نہیں ہوتا۔ خود پاکستان میں جتنے تعزیراتی قوانین ہیں کیا ان کا بے دریغ غلط استعمال نہیں ہو رہا؟ روزانہ سینکڑوں قتل، چوری، ڈکیتی، عصمت دری، کرپشن کے مقدمات پولیس اور تھانوں کے ذریعے ہی عدالتوں میں آتے ہیں اور ان میں سے اکثر ہائیکورٹ پہنچ کر بری ہو جاتے ہیں خود پاکستان کی سابق وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو کے

شوہر مسٹر آصف زرداری کے خلاف سرکار کی جانب سے کئی مقدمات درج ہوئے جن کی پاداش میں وہ آٹھ سال کے طویل عرصے تک جیل میں بند رہے۔ پاکستان میں ایسے سخت گیر قوانین (Draconian Laws) کی عمل داری ہے جو مرگ مفاجات سے کم نہیں۔ اسلامی ریاست میں ایسے خطرناک قوانین کو اوران کے بنیادی حقوق سے منافی پروسیجر کو تبدیل کرنے کی شدید ضرورت ہے لیکن برسر اقتدار طبقہ اس کی تبدیلی کے لیے قطعاً تیار نہیں۔

دوران جنگ جس طرح انسانوں کا قتل عام ہوا ہے اس سے زیادہ لاقانونیت کے ہاتھوں انسانیت کی تباہی آئی ہے اس سے قطع نظر اگر چند غلط مقدمات کی وجہ سے حکومت کو قانون توہین رسالت کے غلط استعمال کے بارے میں کچھ رپورٹس موصول ہوئی ہیں۔

تو کیا حکومت کو یہ علم نہیں کہ غلط مقدمات کے سدِ باب کے لیے نہایت موثر قانون خود تعزیرات پاکستان میں موجود ہے۔ قانون تعزیرات کی دفعہ 194 کی رو سے اگر کوئی شخص کسی بے گناہ کو سزائے عمر قید یا سزائے قتل دلانے کے ارادے سے غلط بیانی کرے یا جھوٹی شہادت دے تو اس کو عمر قید کی سزا دی جائے گی اور اگر کسی شخص پر سزائے موت لاگو ہو جائے اور بعد میں ثابت ہو کہ اس کی وجہ جھوٹی شہادت تھی تو ایسے جھوٹے گواہ یا گواہوں کو سزائے موت دی جائے گی اگر کبھی کہیں قانون توہین رسالت کا غلط استعمال ہوا ہے تو معلوم نہیں کیوں گورنمنٹ اس تعزیراتی قانون پر عملدرآمد سے گریزاں ہو رہی ہے عدالت بھی از خود نوٹس لے کر ایسے افراد کو قرار واقعی سزا دے سکتی ہے جو توہین رسالت کے نام پر جھوٹے مقدمات میں لوگوں کو ملوث کرتے ہیں جھوٹے اور غلط مقدمات کے لیے پہلے ہی سے ملک میں تعزیری قانون موجود ہے تو پھر صرف قانون توہین رسالت کے طریق کار میں ترمیم کا کیا جواز ہے؟ دوسرے سنگین جرائم کا بھی پاکستان میں جھوٹے مقدمات کے ذریعے غلط استعمال ہو رہا ہے۔ تو ان کے طریق کار میں کوئی ترمیم کیوں نہیں کی جاتی ؟ صرف قانون توہین رسالت کے طریق کار میں یہ ترمیم کیوں مسلط کر دی گی ہے؟ عوام یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ یہ ساری کارروائی امریکہ اور یورپ کے دباؤ کا نتیجہ ہے۔

ساٹھ دن میں قرآن حفظ؟

عبدالمنعم فائز، کراچی

فوج کو شکست دی جاسکتی ہے، عوام کو نہیں۔ آخر کیا وجہ ہے کہ پندرہ لاکھ فلسطینیوں کو چار سال سے قید رکھ کر بھی اسرائیل اپنے مقاصد حاصل نہیں کر سکا۔ غزہ، دنیا کی سب سے بڑی انسانی جیل، کے کسی بھی قیدی نے اپنا قافلہ نہیں بدلا؟ اسرائیل مطمئن ہے کہ غزہ کا دنیا سے رابطہ کاٹ دیا گیا۔ اب یہاں کی دن دبدن بنجر ہوتی زمین سے کوئی جہادی نہیں اٹھے گا، کوئی دن جاتا ہے کہ اس کے باسی حماس کی قیادت کو پابہ زنجیر کر کے پیش کر دیں گے، لیکن چار سال بعد بھی نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات۔

کیا کبھی ایسا دیکھا یا سنا کہ ماں، باپ، دو بیٹے اور ایک بیٹی پر مشتمل خاندان ہو۔ سب کے سب گرمیوں کی چھٹیوں کو قرآن پاک حفظ کرنے کے لیے وقف کر دیں۔ پھر یہی نہیں صرف ساٹھ دن میں سارا خاندان قرآن حفظ بھی کر لے۔ ایک دنیا سمجھتی ہے کہ غزہ آرزوؤں اور امیدوں کی قتل گاہ ہے لیکن اس مقبوضہ سرزمین کے باشندوں نے آزاد فضاؤں میں سانس لیتے ڈیڑھ ارب انسانوں کو شرما دیا ہے۔ ہوتا کچھ یوں ہے کہ جیسے ہی غزہ پر نئی پابندیوں کا اعلان ہوتا ہے، جوں ہی اسکولوں یا حکومتی اداروں میں چھٹیاں ہوتی ہیں، سیکڑوں فلسطینی گھروں سے نکلتے ہیں اور ''جمعیۃ دارالقرآن'' میں داخلہ لیتے ہیں۔

اسرائیلی ٹینک کے مقابلے میں کنکر لے کر میدان میں اترنے والوں پر اللہ کی رحمت دیکھئے کہ انہیں قرآن پاک یاد کرنے میں دو مہینے سے زیادہ عرصہ نہیں لگتا۔ قرآن یاد کرنے کی اس تحریک کا آغاز چار سال پہلے سے ہوا۔ ابتدا میں لوگ انفرادی طور پر مساجد میں جا کر قرآن یاد کیا کرتے تھے۔ 60 دن میں قرآن یاد کرنا معمول بن گیا۔ 2007 میں غزہ کا محاصرہ ہوا اور اسی سال سے 60 دن میں قرآن پاک یاد کرنے کی تحریک شروع ہوئی۔ پہلے سال صرف 400 افراد

قرآن یاد کر سکے۔ اگلے سال موسم گرما کی چھٹیوں میں دوبارہ تحریک شروع ہوئی اور اس سال قرآن پاک یاد کرنے والوں کی تعداد 3000 تک پہنچ گئی۔ اس سے اگلے سال تو چھٹیاں ہوتے ہی قرآن پاک یاد کرنے کے مراکز پر ٹھٹھ کے ٹھٹھ لگ گئے۔ اس سال حماس نے حفظ قرآن کی تقریب منعقد کرنے کا بھی اعلان کیا۔ اندازہ کیجیے کہ 2009 میں پہلی تقریب حفظ قرآن کے موقع پر 16 ہزار نئے حفاظ کو اسناد دی گئیں۔ انہوں نے صرف دو ماہ میں قرآن حفظ کیا تھا۔ اگلے سال 2010 میں گرمیوں کی چھٹیاں ہوئیں تو ''جمعیۃ دار القرآن'' کے تمام مکاتب بھر گئے۔ اس سال چھ ماہ میں قرآن حفظ کرنے والوں کی تعداد 24 ہزار تک جا پہنچی۔ طلبہ میں سے اکثر کی عمریں 14 سے 17 سال کے درمیان تھیں۔ تقسیم اسناد کی تقریب میں حماس کی ساری اعلیٰ قیادت پہنچی۔ حماس نے اس تقریب کا نام ''تاج الوقار.....لاقصیٰ انتصار'' رکھا۔

ادھر سعودی عرب میں حدیث کے عاشقوں نے نئی طرح ڈالی ہے۔ شیخ یحییٰ بن عبدالعزیز پچھلے بیس سالوں سے احادیث یاد کرا رہے ہیں۔ صرف چالیس دنوں میں بخاری و مسلم کی تمام حدیثیں یاد کروا رہے ہیں۔

کوئی ہے جو دنیا بھر میں اس کی مثال دکھا سکے۔ ہمارے ہاں تو کوئی ایک آدمی بھی 60 دنوں میں قرآن حفظ کر لیتا تو آسمان سر پہ اٹھا لیا جاتا۔ اگلے ساٹھ دن تک اسی کے حافظے کے گن گاتے نہ تھکتے۔ جس خاندان کا چشم و چراغ ہوتا اس کے دیگر رشتہ دار اپنی بخشش سے بے غم ہو جاتے۔ لیکن غزہ میں عجب منظر ہے، اس سال بیٹے نے اعزاز حاصل کیا تو اگلے سال والد مدرسہ میں داخلہ لیتا ہے۔ ایسے گھرانے اب گلی گلی میں ہیں جہاں سارا خاندان ہی قرآن حفظ کیے ہوئے ہے۔

غزہ کے لوگوں کی محرومیوں کا اندازہ لگائیے اور پھر اہل پاکستان کی تعیّشات پر نظر کیجیے۔ یہاں کے لوگ قرآن، کتاب اور مطالعے سے کوسوں دور۔ محلوں کے محلے پھر جائیے صبح کو اٹھ کر تلاوت کرنے والے ناپید ہیں۔ اس شہر خرابات کی بربادی میں کسی اور کا نہیں اس کے اپنے باشندوں کا ہاتھ ہے۔ اسماعیل ہانیہ نے کہا تھا کہ قرآن سے ہمارا ملک آباد اور ہمارے دل شاد

رہیں گے۔اہلیان پاکستان کا وطن دن بدن برباد اور دل ناشاد ہیں۔

کیا اس کے لیے بھی کسی تنظیم کی ضرورت ہے۔کیا حکومتی سرپرستی اور مالی امداد کے بغیر ایسا ہونا ممکن نہیں کچھ تو کیجیے۔دن رات امت کی بربادی کا رونا رونے والے کہاں ہیں۔کہاں ہیں وہ لوگ جو درد و الم سے کلپتے ہیں مگر تسکین کا کوئی سامان نہیں پاتے۔افراد نہیں بدلے تو معاشرے میں کیا خاک تبدیلی آئے گی۔ایک بار آغاز تو کر دیکھیے۔عالم اسلام میں کوئی ماں کند ذہن بچہ نہیں جنتی۔وہ بچے جن کو گھر والے ''کند ذہن، بد دماغ'' کا سرٹیفکیٹ دے چکے ہوں، ان نوجوانوں کو کروڑوں کے نسب نامے تک حفظ ہوتے ہیں۔فلموں اور ڈراموں کی بات چھیڑ دیجیے اور گھنٹوں حافظے کے کرشمے دیکھیے۔فرق ہے ہر بچے کا دماغ اور رجحان سمجھنے کی۔اور قرآن و حدیث تو دماغ کے بند دریچوں کو کھول دیتے ہیں۔یاد رکھیے اماں اسی کو ملے گی جو قرآن وحدیث کو دل میں بسائے گا۔

ہاں! آخر میں مغربی کنارے سے قرآن یاد کرنے کے لیے آنے والی 13 بچیوں کا ذکر ان میں سے سب سے چھوٹی، ننھی منی آٹھ سالہ بچی جب حفظ قرآن کی سند لینے کے لیے اسٹیج پر آئی تو پنڈال میں موجود ہر شخص نے اشکوں سے اسے سلامی دی۔

''60 دن میں قرآن کیسے حفظ ہوگا؟؟؟ یہاں تو دن بھر رٹا لگا کر سبق یاد نہیں کر پاتے کہ نسیان کے جھکڑ بگولے لمحوں میں حافظے کی سرزمین تہس نہس کر ڈالتے ہیں۔غزہ کے باسیوں کے حافظے ہم ایسے نہیں یا 60 دن کی بات .....''۔میرے بہت سے دوست اس طرح کے سوالات اٹھاتے ہیں تو میں انہیں جواب میں مصر کے گیارہ سالہ شریف مصطفیٰ کی کہانی سناتا ہوں۔اس کے والد قاہرہ میں ایک عام سے پرچون فروش ہیں۔اس بچے نے اکیسویں صدی کی مادہ پرست دنیا کے ایک تباہ حال شہر میں اپنی دماغی صلاحیتوں سے ایک جہان کو حیران کیا ہوا ہے۔شریف مصطفیٰ نے تین ماہ میں قرآن مجید یاد کر لیا۔اس کے اگلے 6 ماہ میں اس نے قراءت عشر حفظ کر لیں۔قرآن یاد کر لینے کے بعد حدیث کا شوق پیدا ہوا تو صرف چالیس دنوں میں بخاری و مسلم

شریف کی صحیح احادیث یاد کرلیں۔اس وقت اس کی عمر صرف 11 سال ہے اور اسے قرآن، قراءات عشر، 11 ہزار احادیث اور کئی متون حفظ ہیں۔

قارئین شاید سوچیں کہ عربوں کی بات اور ہے ان کی مادری زبان عربی ہے، وہ ایک ایک لفظ کا معنی سمجھتے ہیں، اسی لیے وہ دل کا پیالہ صاف شفاف کر کے رب کائنات کے سامنے رکھتے ہیں اور چھم چھم برستی رحمت سے دل و دماغ کو سیراب کر لیتے ہیں۔

اس پر میں آپ کو بنگلہ دیش کی کہانی سناتا ہوں۔آج سے پانچ سال قبل مولانا شہید الاسلام پاکستان آئے۔ وہ جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے فارغ التحصیل اور بنگلہ دیش کی معروف سیاسی اور سماجی شخصیت ہیں۔شاید بہت سے قارئین کے لیے حیرت کی بات ہو کہ انہیں ''بنگلہ دیش کا ایدھی'' کہا جاتا ہے۔انہوں نے پورے ملک میں اعلان کر رکھا ہے کہ جو شخص بھی سند اور مخرج سمیت ایک ہزار احادیث یاد کرلے گا ہم اسے فوری طور پر عمرہ کا ٹکٹ دیں گے۔اس اعلان کے بعد پہلے سال ہی تین افراد عمرہ پر جانے کے لیے تیار تھے۔احادیث پڑھنے پڑھانے والے جانتے ہیں کہ متن حدیث یاد کر لینا تو بہت آسان ہے مگر راویوں کے نام یاد کرنا جان جوکھوں کا کام ہے۔ ہمت و جذبہ سے سرشار نوجوانوں کے لیے یہ کوہ گراں سر کرنا بھی کوئی مشکل نہیں۔گویا حوصلہ افزائی ہو تو کوئی کام بھی ناممکن نہیں۔

اب آپ کو ایک کہانی پاکستان کی سناتا ہوں۔ یہ واقعہ معروف شاعر ''احسان دانش'' نے اپنی خودنوشت سوانح کی دوسری جلد ''جہان دگر'' میں لکھا ہے۔آیئے نامور عالم کی اس کہانی کو انہی کے قلم سے پڑھتے ہیں: ''میں اپنے مکان دانش آباد میں بیٹھا کچھ احباب سے گفتگو کر رہا تھا ایک لڑکا آیا اور سلام کر کے بیٹھ گیا، جب میں سامنے بیٹھے ہوئے لوگوں سے بات چیت کر چکا تو اس نے کہا میں راولپنڈی سے آیا ہوں میرا نام ''قمر الحسن'' ہے میں یتیم ہوں میرے ماموں نے میری پرورش کی اور میری تعلیم وغیرہ کے تمام مصارف وہی اٹھاتے رہے۔اب میں نے میٹرک کا امتحان دیا تھا اور خیال تھا کہ میٹرک کے بعد کہیں نوکر ہو کر ماموں صاحب کے سر سے اپنا بار کم کر

دوں گا لیکن میرا نتیجہ روک لیا گیا ہے۔ مجھے آپ کے ایک جاننے والے نے آپ کے پاس بھیجا آپ میری اس معاملے میں مدد فرمائیں۔ میں تو کسی قابل نہیں اللہ آپ کو اجر دے گا۔ میں نے پوچھا نتیجہ روک لینے کا سبب کیا ہے؟

قمر: ''میری کاپی کورس کی کتاب سے لفظ بہ لفظ مل گئی ہے۔''

میں: ''یوں کیسے مل گئی ہے تم نے نقل کی ہوگی؟''

قمر الحسن نے بصد عجز جواب دیا: ''میں حلفاً عرض کرتا ہوں کہ میں نے نقل نہیں کی البتہ میں جس عبارت کو ایک بار پڑھ لوں مجھے یاد ہو جاتی ہے اسے ویسی کی ویسی لکھ سکتا ہوں۔''

میں: ''اگر تمہیں کوئی کتاب دی جائے تو اسے ایک بار پڑھ کر لکھ دو گے؟''

قمر: ''ان شاء اللہ۔ ممکن ہے ایک دو صفحات میں کہیں ایک آدھ غلطی ہو جائے ورنہ وہی کی وہی لکھ دوں گا۔

میرے پاس ایک رسالہ ریاض رکھا تھا جو رئیس جعفری مرحوم نکالتے تھے۔ قمر الحسن کی طرف سرکا دیا اور کہا: ''اس کے دو یا تین صفحے پڑھ لو۔۔۔۔ اس نے رسالہ اٹھا کر پڑھنا شروع کر دیا اور تھوڑی دیر میں نظر اٹھا کر بولا: ''کیا میں لکھ دوں؟''

میں نے کاغذ اور پنسل اس کی طرف پھینکتے ہوئے کہا: ''اندر بیٹھ کر لکھ لاؤ''۔

رسالہ لے کر اپنی میز کے دراز میں رکھ لیا اور قمر الحسن کاغذ پنسل لے کر اندر کمرے میں چلا گیا۔ میں نے ابھی تین چار خطوں کے جواب لکھے تھے کہ قمر الحسن آ گیا۔ اس نے لفظ بہ لفظ پورا ایڈیٹوریل لکھ دیا۔ میں نے ملا کر دیکھا تو ایک لفظ بھی کم و بیش نہ تھا۔

میں نے قمر الحسن کو کہا: بیٹا تم گھر چلے جاؤ میں دیکھ بھال کر لوں گا اور تمہارے پاس نتیجہ آ جائے گا۔ جس شخص کے پاس اس کے کاغذات تھے۔ وہ شام کو ایک ہوٹل میں مستقل بیٹھتا تھا میں شام ہی سے ایک شخص کو ساتھ لے کر اس ہوٹل میں جا بیٹھا تقریباً آٹھ بجے دو شخص آئے ان میں ایک شخص مجھے بھی جانتے تھے۔ وہ میری وجہ سے اسی میز پر آ بیٹھے اور میں نے چائے کا آرڈر دے دیا۔ مختلف قسم کی باتیں ہوتی رہیں۔ انہوں نے ایک لڑکے کا ذکر کیا جو پہلے جنم کی باتیں بتاتا تھا اور

اس حافظے کے کرشمے کو برہمی بوٹی کا اثر بتاتا۔ میں نے عرض کیا کہ ویدک میں برہمی بوٹی کی تعریف تو بہت آتی ہے اور کسی حد تک درست بھی ہے لیکن جو لوگ ''آواگون'' کو تسلیم نہیں کرتے ان کو کیسے یقین دلایا جائے گفتگو کے اسی موڑ پر میں نے قمر الحسن کا ذکر کر دیا اور وہ واقعہ بھی بیان کر دیا۔ وہ شخص سن کر حیران رہ گیا۔ اس نے کہا ایک قضیہ میرے پاس بھی اسی قسم کا ہے لیکن حقیقت کھلنے پر نتیجہ مناسب دے دیا۔ پھر قمر الحسن کا خط آ گیا اور اس نے شکریہ ادا کیا۔

غالباً دو سال کے بعد ایک شام کو میں انارکلی سے گزر رہا تھا کہ قمر الحسن نے لپک کر مجھ سے یہ کہتے ہوئے ہاتھ ملایا: ''میں قمر الحسن ہوں میں فوج کے ایک دفتر میں جونیئر کلرک ہوں آپ کو دعائیں دیتا ہوں۔ میں نے سنا تو مجھے ایسا لگا جیسے کسی نے میرے کلیجے میں گھونسا مار دیا ہو اور میری سانس رک گئی۔ مجھے رہ رہ کے خیال آ رہا تھا کہ افلاس کا عفریت کیسے کیسے جوہر قابل نگل جاتا ہے۔'' میں یہاں اپنے بزرگوں کے واقعات نہیں ذکر کرنا چاہتا، ماضی قریب کے دسیوں بزرگوں کے بیسیوں واقعات نوک قلم پہ آنے کو بیتاب ہیں، لیکن یہ محدود سطریں مزید لکھنے کے راستے میں رکاوٹ بن رہی ہیں۔

ہمارے اداروں میں پروان چڑھتی نئی نسل میں ایسے ذہین دماغ موجود ہیں جن کی حفاظت، حوصلہ افزائی اور درست رہنمائی کر کے حیران کن نتائج حاصل کیے جا سکتے ہیں۔ ادارہ معارف القرآن اور دار العلوم الصفہ میں ''قرآنی کمپیوٹر'' موجود ہیں۔ کمپیوٹر کو شرمانے والے ان ننھے منے بچوں کی حوصلہ افزائی اور درست رہنمائی کر کے عقل انسانی کا ایسا شاہکار تیار کیا گیا ہے کہ دیکھنے والے انگشت بدنداں رہ جاتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا ان دو اداروں میں ہی ایسے طالب علم تھے؟؟ کیا پاکستان بھر میں قاریوں کے پاس زانوئے تلمذ تہہ کرتے بچے ان سے صلاحیت میں کم ہیں؟ نہیں، ہرگز نہیں! میری مدارس کے مہتممین سے استدعا ہے کہ اپنے معاصر مدارس کے تجربات سے استفادہ کریں اور پتہ چلائیں کہ آخر غزہ کے ان نوجوانوں کو قرآن یاد کرانے اور کراچی کے بچوں کو ''قرآنی کمپیوٹر'' بنانے میں کیا طریقہ اختیار کیا گیا۔

محبت مصطفیٰ.....یا.....خواہش پرستی؟

مولانا محمد خبیب احمد گھمن

اللہ تعالیٰ نے انسانیت کو کروڑ ہا نعمتوں سے نوازا کر فرمایا **وان تعدوا نعمة الله لا تحصوها** اگر تم اللہ تعالی کی نعمتوں کا شمار کرنا بھی چاہو تو تم شمار نہیں کر سکتے۔لیکن ان تمام نعمتوں کو عطا فرمانے کے بعد کہیں بھی اللہ تعالی نے احسان نہیں جتلایا سوائے ایک نعمت کے۔ جہاں اللہ تعالی نے بطور انعام واحسان کے فرمایا:**لقد من الله على المومنين اذ بعث فيهم رسولا من انفسهم.** اللہ تعالی نے جو انعامات کی رجم جھم بارش برسائی ہے ان میں سب سے بڑا انعام ایمان ہے اور ایمان ہمیں ملا ہے احمد مجتبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اور ان کے وسیلے سے بلکہ بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ انسان کو ہر نعمت ملی ہے زندگی کے بعد اور زندگی موقوف ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود مسعود پر۔اس لیے یہ ایک حقیقت ہے کہ اگر مقصود کائنات کو وجود مبارک عطا نہ کیا جاتا تو یہ ہر چیز بے رنگ ہوتی؛ ملائکہ کی عظمت، انسانیت کو شعور، افلاک کو بلندی، زمین کو وسعت، پہاڑوں کو تصلب، دریاؤں کو روانی، موجوں کو طوفانی، پرندوں کو چہک، پھولوں کو مہک، مرغزاروں میں کھل کھلاتا ہوا حسن۔الغرض عالم رنگ وبو کی ہر شے آپ کے صدقے سے ملی۔

حصول نعمت کے بعد مرحلہ آتا ہے شکر کی ادائیگی کا۔شکر کی ادائیگی بھی حکم خداوندی ہے چنانچہ ارشاد فرمایا **واشكروا لي ولا تكفرون** میری نعمت کا شکر ادا کرو اور ناشکری نہ کرو۔ لیکن.....

نعمت کا شکر ادا کیسے کیا جائے؟؟

اس میں پھر دو طریقے رائج ہیں ایک ہے اتباع سنت والا اور ایک ہے خواہش والا لیکن جو اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند ہے وہ اتباع سنت والا طریقہ ہے یعنی اپنے

عمل سے اپنے کردار سے اس نعمت بے بہا کا شکر ادا کیا جائے اور انسان ساری زندگی اس پیغمر کی ارشاد فرمودہ تعلیمات کے مطابق بسر کرے اس طرح نعمت کا شکر ادا کیا جانا چاہیے لیکن بدقسمتی.....

یہ ہے کہ آج اتباع سنت والے طریقے سے منہ موڑا جارہا ہے اور خواہش پرستی کے منہ زور ریلے میں مسلم قوم بہتی چلی جارہی ہے اور بہت کم ایسے افراد ہیں جو اصل طریقہ شکر کی طرف توجہ کرتے ہوں۔

ماہ ربیع الاول یقیناً خوشی کا مہینہ ہے اور ہر مسلمان کا دل اس ماہ میں شادشاد ہوتا ہے لیکن اس میں چند ایسے کام بھی رواج پارہے ہیں جن کو ثواب سمجھ کر کیا جاتا ہے حالانکہ شریعت اسلامیہ کی رو سے وہ امور بدعت کے زمرے میں آتے ہیں جن سے مکمل اجتناب کرنا چاہیے ہاں اس ماہ میں صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان کی جائے ان کے اسوہ کے مطابق اپنی عملی زندگی گزاری جائے تو اس کا کون منکر ہوسکتا ہے لیکن خوشی کی آڑ میں شریعت کی حدود کو کراس کرنا اور اولیاء اللہ کے تقدس کو پامال کرنا اور جلوس نکال کر جھنڈیاں لہرانا وغیرہ آپ ہی بتایئے کون سی انصاف کی بات ہے؟؟؟

اس ضمن میں جناب غلام رسول سعیدی بریلوی لکھتے ہیں:

''کہ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض شہروں میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوس کے تقدس کو بالکل پامال کر دیا گیا۔ جلوس راستوں سے گزرتا ہے اور مکانوں کی کھڑکیوں او ربالکونیوں سے نوجوان لڑکیاں اور عورتیں شرکائے جلوس پر پھول وغیرہ پھینکتی ہیں ۔ اوباش نوجوان فحش حرکتیں کرتے ہیں جلوس میں مختلف گاڑیوں پر فلمی گانوں کی ریکارڈنگ ہوتی ہے اور نوجوان لڑکے فلمی گانوں کی دھنوں پر ناچتے ہیں اور نماز کے اوقات میں جلوس چلتا رہتا ہے اس قسم کے جلوس چلتا رہتا ہے اس قسم کے جلوس؛ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تقدس پر بدنما داغ ہیں ان کی اگر اصلاح نہ ہوسکے تو فوراً بند کر دینا چاہیے کیونکہ امر مستحسن کے نام پر ان محرمات کے

ارتکاب کی شریعت میں کوئی اصل نہیں۔''

(شرح صحیح مسلم؛ غلام رسول سعیدی بریلوی ج3 ص170)

جو حضرت میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر جلوس نکالتے ہیں اللہ کو حاضر و ناظر جان کر بتائیں کہ اس طرح صحابہ کرام کے دور میں جلوس نکالے جاتے تھے، میلاد کے نام پر پہاڑیاں بنائی جاتی تھیں، چندہ کیا جاتا تھا، سواریوں کو سجا کر بازاروں میں جمع ہوتے تھے؟؟؟ نہیں اور ہرگز نہیں تو پھر کیوں اس کو عبادت سمجھ کر ساری توانائیاں اس پر خرچ کی جارہی ہیں!!! مقام فکر ہے آج سنت پر عمل کرنے وقت ہے اور اس طرح کے میلوں ٹھیلوں میں آکر جس کا ذکر مولانا غلام رسول سعیدی صاحب نے ذکر فرمایا ہے؛ اپنی متاع عزیز کا نقصان کرنا ہے جو کسی بھی ہوش مند انسان کا کام نہیں۔ لہذا اس طرح کی مجالس میں شریک ہونے سے بہتر ہے کہ آدمی نوافل میں مصروف ہوجائے درود شریف اور دیگر تسبیحات کا ورد کرتا رہے۔

پہاڑیوں کا آنکھوں دیکھا حال:

راقم کو ایک شہر میں مغرب کے بعد جانے کا اتفاق ہوا؛ یہاں آکر دیکھا تو عجیب منظر ہے گلی کوچوں میں بجریوں کے ڈھیر اور ان پر رنگ بورا، کھجور کے درخت، سڑکیں، خیالی اور مصنوعی بیت اللہ اور مسجد نبوی کے ماڈل، پانی کے ابلتے ہوئے چشمے۔۔۔ خلاصہ یہ کہ مکہ مکرمہ کے مصنوعی نقشے تیار کر کے منظر کشی کی گئی ہے بڑے بڑے ڈیک اور گانے اور موسیقی کی سر تال اور اس پر ڈانس اور ناچنا ڈھول ڈھمکے پھر چند منچلے بھنگڑا ڈال کر (نعوذ باللہ) آقا مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خوشی منائی جارہی ہے۔ کیا یہی وہ اسلام ہے جو آج سے چودہ صدیاں قبل پیغمبر اسلام نے اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر، بدر واحد کے معرکے لڑ کے اپنا خاندان کا لہو دے کر صحابہ کی جانیں قربان کرا کر ہمیں دیا تھا۔ کیا ہم غلط رستے کے راہی تو نہیں بن گئے؟

آخر میں صرف چند ایک سوالات کے جواب چاہتا ہوں نہایت تحمل اور بردباری سے اگر کوئی بھائی ان کا ثبوت قرآن وسنت سے پیش کردے تو میں ان کا ممنون رہوں گا یہ تعصب اور

ضد والی بات نہیں ہے اور نہ ہی کسی کو نیچا دکھانے کی کوشش ہے۔

۱: پوری دنیا میں کس صحابی کا عرس منایا جاتا ہے؟

۲: ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے بہترین قوال کا نام کیا ہے؟

۳: صحابہ کس مزار پر جا کر دیے جلاتے تھے؟

۴: کس صحابی نے اپنے گھر میں میلاد کروایا تھا؟

۵: کس صحابی نے اس جلوس پر مٹھائی بانٹی تھی اور کتنی؟

۶: صحابہ اور اہل بیت بارہ ربیع الاول کو کس رنگ کا جھنڈا لہراتے تھے؟

۷: کس صحابی نے بارہ ربیع الاول کو جلوس کی قیادت کی تھی؟

۸: کس مقام پر چھوٹے چھوٹے جلوس جمع ہوتے تھے؟

۹: گھوڑے اور اونٹ سجانے والوں کو کسی صحابی یا اہل بیت کے ہاتھوں کیا انعام ملا تھا؟

۱۰: صحابہ واہل بیت کون سے رنگ کی پگڑیاں اور چادریں لے کر جمع ہوئے تھے؟

۱۱: آج کے مروجہ طریقوں کے مطابق جلوس نہ نکالنے والوں پر اور تیسری عید نہ منانے والوں پر گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فتویٰ کس صحابی نے لگایا تھا؟

برکات درود شریف

قاضی محمد اسرائیل گرنگی

درود سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا رہے تھے:

نزہۃ المجالس کتاب کے مولف اپنا واقعہ لکھتے ہیں کہ ”میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور قرآن کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر درود پڑھتا چلا جاتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا رہے تھے۔

(نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۲۲۱)

http://islamicurdubooks.net

دارالعلوم دیوبند نے کیا دیا؟

محمد اکبر شاہ بخاری، جامع عثمانیہ، جام پور

دارالعلوم دیوبند کی بنیاد جس رحمت بھرے ہاتھوں نے رکھی ان کی روحانی عظمت کا خود یہ شاہکار واضح نشان ہے ان کے خلوص نے بارگاہ بے نیاز میں جو رنگ قبول پایا اسی کے نتیجے میں آج یہ اسلامی یونیورسٹی نہ صرف ہندو پاکستان میں مشہور ہے بلکہ اس کے فیض کے چشمے تمام دنیائے اسلام میں بہہ نکلے ہیں۔ یوں تو آپ کو مصر میں جامعہ ازہر جیسا مرکز علم دیکھنے میں آسکتا ہے جس کو اسلامی سلطنت کی سرپرستی ہمیشہ سے حاصل رہی لیکن روحانیت اور علمیت کا بہترین امتزاج جو آپ کو سرزمین دیوبند کے اس دارالعلوم میں ملے گا وہ دنیا کے کسی علمی ادارے میں ڈھونڈنے سے بھی آپ نہ پاسکیں گے۔

دارالعلوم دیوبند کی بنیاد ایسے رحمت بھرے ہاتھوں نے ڈالی جس کو قدرت نے رنگ قبول بخش کر بقائے دوام کا تاج اس کے سر پر رکھا اور جس طرح یہ سدا بہار پھول عہد فرنگ میں کھلا تھا اسی طرح عہد برہمن میں بھی تروتازہ اور شاداب ہے وہ رحمت بھرے ہاتھ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے تھے جنہوں نے اس کی بنیاد ڈالی۔

شیخ المشائخ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی قدس سرہ اور دیگر اولیائے کرام کی دعاؤں کا نتیجہ تھا اور قطب الارشاد امام ربانی مولانا رشید احمد گنگوہی کی سرپرستی کا پھل تھا جو حضرت نانوتوی قدس سرہ کے بعد عمل میں آئی، نیز حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب جیسے ولی کامل مہتمم اور حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی جیسے متقی اولیں شیخ الحدیث اور شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی اور حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی جیسے بزرگوں کی برکتوں کا ثمرہ ہے۔

یوں تو دارالعلوم دیوبند نے ہزاروں عالم پیدا کئے لیکن اگر وہ صرف ایک ہی یگانہ روزگار امام العصر علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ جیسا عظیم الشان عالم پیدا کر کے مستقبل کے لیے بند ہو جاتا تو

پھر بھی لاکھوں ستاروں سے زیادہ منور شمس علامہ انور کافی تھا، لیکن آگے دیکھئے کہ دارالعلوم نے مفتی اعظم ہند مولانا مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی جیسے فقیہ النفس، حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی جیسے مجدد اعظم، شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی جیسے مفسر و متکلم، مولانا حبیب الرحمٰن عثمانی جیسے ادیب و مفکر، مولانا سید حسین احمد مدنی جیسے عالم و محدث، مفتی کفایت اللہ صاحب جیسے ثانی شامی، مولانا سید میاں اصغر حسین دیوبندی جیسے ولی کامل، مولانا عبید اللہ سندھی جیسے دیدہ ور مبصر، مولانا اعزاز علی صاحب جیسے ادیب، مولانا مرتضی حسن جیسے مناظر، مولانا ظفر احمد عثمانی جیسے فقیہ و محدث مولانا محمد ابراہیم بلیاوی جیسے فلسفی، مولانا رسول خاں ہزاروی جیسے منطقی، مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع جیسے فقیہ و مفسر، مولانا محمد ادریس کاندھلوی جیسے محدث و مفسر، مولانا سید بدر عالم میرٹھی مہاجر مدنی جیسے محدث عالم، مولانا مناظر احسن گیلانی جیسے مورخ، مولانا خیر محمد جالندھری جیسے عارف، مولانا مفتی محمد حسن امرتسری جیسے مخدوم و عارف، اور علامہ شمس الحق افغانی اور مولانا قاری محمد طیب قاسمی جیسے فاضل و متکلم پیدا کیے۔

کوئی بتائے کہ آسمان دارالعلوم دیوبند کے علاوہ کوئی اور ایسا آسمان ہے جس پر ان جیسے آفتاب و ماہتاب چمکتے ہوں اور سرزمین دارالعلوم سے بڑھ کر اور کوئی سرزمین ایسی ہے جہاں ایسے سدا بہار پھول کھلے ہوں، بلاشبہ آج دنیائے اسلام میں ان ہی حضرات کی دھوم ہے اور ان ہی کا چرچا ہے ان میں ہر شخص ایک انجمن کی حیثیت رکھتا ہے۔

دارالعلوم نے مسلمانوں کو کیا دیا؟ اور اس کی شہرت کو چار چاند کیسے لگے؟ اس کا جواب صرف یہ ہے کہ مسلمانوں کو علم، عمل، اخلاص ادب اور سیاست سے مالا مال کیا اور ہر ہر پہلو اور ہر ہر کروٹ پر ان کے لیے رہنمائی کا سامان فراہم کیا، اب اہل انصاف خود فیصلہ فرمائیں کہ جس دار العلوم نے ہر ہر قدم پر مسلمانوں کی رہنمائی کی اور ان کو علم و عمل، اخلاص اور ادب و سیاست سے آراستہ کیا، اس سے بڑھ کر دارالعلوم دیوبند کا اور کیا شاہکار ہو سکتا ہے، حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں کہ شریعت کے تین جز ہیں: علم، عمل اور اخلاص جب تک یہ تین جز موجود نہ ہوں،

شریعت کا وجود نہیں ہوتا اور جب ان تینوں کے وجود سے شریعت وجود میں آ گئی تو خدائے پاک وبلند کی رضا حاصل ہوگئی جو تمام دنیوی و دینی بختیوں سے بھی زیادہ اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی سب سے زیادہ نعمت ہے۔ دارالعلوم نے بقول حضرت مجدد الف ثانی علم، عمل اور اخلاص سے مزین علماء پیدا کیے جو دنیا و مافیہا سے بڑھ کر ہے اور اسی لیے اکبرالہ آبادی مرحوم نے دیوبند کو دل روشن کہہ کر پکارا ہے۔

دارالعلوم نے علم کیوں کر دیا؟ اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ اس گہوارہ علم سے بہترین اہل وہنر پیدا ہوئے اور علم کے زیور سے آراستہ ہوکر دنیائے اسلام کے کونے کونے میں پہنچے اور جہاں جہاں پہنچے، انہوں نے اپنے علم کے چراغ سے اور ہزاروں چراغ روشن کئے اور لاکھوں ارباب علم پیدا کئے اور یوں یہ سلسلہ بڑھتا گیا۔ آج دارالعلوم کی ہزاروں شاخیں مظاہرالعلوم سہارنپور، مدرسہ عربیہ قاسمیہ مرادآباد، امروہی، میرٹھ، گلاؤٹھی، رڑکی، مظفرنگر، تھانہ بھون، دہلی، مکہ معظّمہ، مدینہ منورہ، افغانستان، برما، انڈونیشیا، فلپائن، ڈابھیل اور پاکستان میں دارالعلوم کراچی، جامعہ اشرفیہ لاہور، دارالعلوم الاسلامیہ ٹنڈوالہ یار، جامعہ خیرالمدارس ملتان، جامعۃ العلوم الاسلامیہ کراچی، جامعہ رشیدیہ ساہیوال، جامعہ مدنیہ لاہور، اشرف المدارس کراچی، دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، غرض یہ کہ جہاں جہاں فضلائے دیوبند پہنچے وہاں وہاں انہوں نے مدارس دینیہ قائم کر ڈالے، اس طرح انہوں نے علوم وفنون کے ہر جگہ دریا بہائے، پھر جامع مسجدوں میں خطابت کے ذریعہ علم وتبلیغ کے چشمے جاری کئے، پنڈالوں اور جلسوں میں اپنے وعظوں سے لوگوں میں علوم دینیہ پھیلائے، سرکاری یونیورسٹیوں، کالجوں اور اسکولوں میں ہر جگہ آپ الحمدللہ دارالعلوم کے فاضل پائیں گے جو اپنی اپنی جگہ علم وتبلیغ کی شمعیں روشن کئے رہے اور کئے ہوئے ہیں اور جہاں مغربی اثرات نے مسلمان طلباء کے دلوں پر اپنے سکے جمائے ہوئے ہیں۔ وہاں یہ حضرات علماء دیوبند دینی دفاع میں مصروف عمل ہیں۔ مدارس عربیہ قائم کرنے کے علاوہ دارالعلوم کے فضلاء نے تصنیفات وتالیفات کا بھی ایک زبردست ذخیرہ پیدا کیا ہے، علم شریعت، روحانیت وطریقت،

زبان اور سیاست میں بہت سی کتابیں لکھیں اور اس طرح دنیائے اسلام کی زبردست خدمات انجام دیں اور علوم دینیہ پھیلانے میں بڑی کوشش کی، اس سلسلہ میں حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کی ''آب حیات، تقریر دلپذیر، حجۃ الاسلام، ہدیۃ الشیعہ وغیرہ، قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کی'' فتاوی رشیدیہ الکوکب الدری، زبدۃ المناسک، سبیل الرشاد، تصفیۃ القلوب، امداد السلوک وغیرہ، شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی کا ترجمہ قرآن مجید اردو زبان کا عظیم شاہکار ہے اور سورہ بقرہ اور سورہ نساء کے تفسیری فوائد بہترین تفسیری فیضان ہے۔

امام العصر علامہ سید احمد انور شاہ کشمیری کی لاجواب کتاب ''فیض الباری شرح بخاری، شرح ترمذی، عقیدۃ الاسلام، مشکلات القرآن، اکفار الملحدین اور خاتم النبیین وغیرہ وغیرہ۔ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی کی تصنیفات تقریبا ڈیڑھ ہزار ہیں۔، ان میں سے تفسیر ''بیان القرآن، قرآن کریم کا نہایت سادہ بامحاورہ ترجمہ اور فوائد تفسیریہ، بہشتی زیور، بوادر النوادر، اصلاح الرسوم، نشر الطیب، الافاضات الیومیہ وغیرہ علمی شاہکار ہیں۔ شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی کی ''فتح الملہم شرح مسلم دنیائے اسلام اور حنفیت کا بہترین عربی شاہکار، قرآن کریم کے بے نظیر پر مغز اور ادیبانہ مقبول عوام وخواص تفسیر عثمانی، العقل والنقل، اعجاز القرآن، الاسلام، الشہاب، الروح فی القرآن اور فضل الباری شرح بخاری اردو عظیم علمی شاہکار ہیں۔

مجاہد الاسلام مولانا حسین احمد مدنی کی ''نقش حیات اور مکتوبات اور اسیر مالٹا وغیرہ ہیں فخر الاسلام مولانا حبیب الرحمٰن عثمانی کی شہرہ آفاق کتاب، دنیا میں اسلام کیوں کر پھیلا؟ اور تعلیمات اسلامیہ سہ حصص القصیدۃ الاسلامیہ وغیرہ زیادہ مقبول ہیں۔

فقیہ النفس مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی کے فتاوی، ضخیم اور مبسوط جلدوں میں علمی شاہکار ہیں، عارف باللہ مولانا سید اصغر حسین صاحب کی تصنیفات میں مفید الوارثین، حیات شیخ الہند، فتاوی محمدی کامل، الجواب المتین، مولوی معنوی اور حیات خضر وغیرہ۔ شیخ الاسلام مولانا ظفر احمد عثمانی کے سینکڑوں تالیفات کے علاوہ ''اعلاء السنن'' بیس ضخیم جلدوں میں۔ احکام القرآن دو جلدوں میں

فتاویٰ امدادالاحکام، القول المنصور وغیرہ شہرہ آفاق تالیفات ہیں اوراکابر علماء کرام سے خراج تحسین حاصل کرچکی ہیں۔

محقق الاسلام مولانا مناظر احسن گیلانی کی ''تدوین حدیث، سوانح قاسمی، سوانح ابوذر غفاری، اسلامی معاشیات، النبی الخاتم اورامام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی زیادہ مقبول ہیں، مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی کی فتاوی دارالعلوم دیوبند، احکام القرآن، ختم نبوت، حیلۃ الناجزہ، جواہر الفقہ اورتفسیر معارف القرآن آٹھ جلدوں میں شہرہ آفاق تالیفات ہیں اورصدقہ جاریہ ہیں ان کے علاوہ سینکڑوں علمی شاہکار ہیں۔ شیخ الحدیث مولانا محمد ادریس کاندھلوی کی مشکوۃ کی بے نظیر شرح عربی زبان میں عقائد اسلام، تفسیر معارف القرآن، سیرت مصطفیٰ اور علم الکلام علمی شاہکار ہیں۔ بدرالعلماء مولانا سید بدرعالم میرٹھی مہاجر مدنی کی ''ترجمان السنۃ'' شاہکار تالیف ہے اورحکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب قاسمی کا اخلاقی نظام، انسانیت کا امتیاز اورعقائد اسلام زیادہ مشہور ہیں۔

بہرحال اشاعت علوم وفنون میں علمائے دیوبند کی قابل قدر خدمات ہیں دارالعلوم نے دنیائے اسلام کوعلم کے علاوہ عمل دیا اوراہم مقصود بالذات چیز جودارالعلوم دیوبند نے دنیا کوبخشی وہ عمل ہے یعنی دارالعلوم اوراس کے سرپرست اس کے مدرسین اس کے فضلاء دنیا کے گوشے گوشے میں علم کے ساتھ اپنا عمل لے کر پہنچے اورانہوں نے لوگوں کواسلام کی دعوت کے ساتھ عمل کی دعوت دی اور بہت سے علماء نے رشدوہدایت کے مسند پر بیٹھ کر ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں مسلمانوں کو اسلام کے احکام نماز، روزہ، حج، زکوۃ پرعمل کرنے کا جذبہ بخشا اوران کوروحانیت کے اعلیٰ مقام پر پہنچایا، اس سلسلے میں آپ خصوصی طور پر ہمارے اس بیان کوحقیقت کی نظروں سے پڑھیے کہ حاجی امداداللہ صاحب مہاجر مکی نے اپنے مرکز روحانی خانقاہ تھانہ بھون اورمکہ معظّمہ سے ہزاروں علماء اور خواص وعوام کومخلص مومن بنا دیا۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی، حضرت مولانا رفیع الدین صاحب، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی، حضرت

مولانا مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی، حضرت مولانا سید اصغر حسین دیوبندی حضرت خلیل احمد سہارنپوری، حضرت مولانا خیر محمد جالندھری، حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی، حضرت مولانا احمد علی لاہوری اور مفتی اعظم حضرت مفتی محمد شفیع صاحب وہ مقدس ہستیاں ہیں جنہوں نے ظاہری علوم کے ساتھ باطنی اور روحانی علوم کے مدارس کھول رکھے تھے اور جنہوں نے لاکھوں بندگان خدا کو عمل کی راہ پر گامزن کیا اور روحانیت کا درس دے کر صحیح معنی میں ان کو بندہ عمل بنا دیا۔ گنگوہی، تھانوی اور رائپوری خانقاہیں ان فرشتہ نما انسانوں کی یادگاریں ہیں جن کے قدموں میں فرشتے اپنے پر بچھاتے تھے۔ علمائے دیوبند میں آپ عمل اور ان کے ذریعے عوام و خواص میں عمل کی قوت کا ایک جذبہ خاص آپ محسوس کریں گے جو دوسری جگہ مشکل سے آپ کو ملے گا ان بزرگوں نے جو کچھ کیا وہ نبوت کا منشاء یعنی تزکیہ نفوس اور تطہیر قلوب تھا۔

ایک تیسری چیز علم و عمل کے علاوہ جو دارالعلوم اور اس کے اکابر نے دنیائے اسلام کو بخشی وہ احسان اخلاص اور تقوی تھا، چنانچہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی سے لے کر اب تک دار العلوم میں ہر چھوٹے اور بڑے کا یہ جذبہ رہا ہے کہ تبلیغ دین کو انہوں نے خالص اللہ کے لیے اپنا مطمع نظر بنائے رکھا، ان کے ہر دینی عمل میں خلوص وللّٰہیت رہی ہے انہوں نے کبھی نمائش ونمود کے لیے دین کی خدمات انجام نہیں دیں، وہ کم علم اور دنیادار پیروں اور مولویوں کی طرح جبہ ودستار سے مزین ہوکر عوام کو محصور کرنے سے مجتنب اور متنفر رہے ہیں، انکساری وتواضع، عاجزی اور فروتنی ان کی امتیازی شان رہی ہے انہوں نے اپنے آپ کو کبھی مسعود خلائق نہیں بنایا کبھی عوام سے سجدے نہیں کرائے نہ دست بوسی اور قدم بوسی کی عوام سے امید رکھی، نہ محراب ومنبر پر خفیف الحرکاتی ان کا شیوہ رہا، تقریر میں اشعار بھی پڑھے تو تحت اللفظ۔ یہی اخلاق کا ثمرہ تھا کہ بانی دارالعلوم مولانا محمد قاسم نانوتوی نے وصیت میں فرمایا کہ دارالعلوم کے لیے غربا وعوام کی اعانت پر نظر رکھی جائے اور توکل کو پورے طور پر عمل میں لایا جائے چنانچہ کئی دفعہ ایسا بھی ہوا کہ دارالعلوم کے خزانے میں ایک پیسہ بھی نہ ہوتا لیکن فوراہی قدرت کوئی انتظام کردیتی تھی اس کے مالی کام میں

کبھی بھی رخنہ نہیں پڑا۔ ۱۹۴۷ء میں ہندوستان کے دو حصے ہو گئے، ڈر تھا کہ اس نازک دور میں دارالعلوم کو مالی نقصان نہ پہنچ جائے لیکن بحمداللہ اب پہلے سے زیادہ آمدنی ہے مگر سب کام توکل پر چل رہا ہے یہ اخلاص ہی کا نتیجہ تھا اور ہے کہ اکابر دیوبند نے ہزاروں روپیہ ماہوار کی تنخواہوں کو ٹھکرا کر چالیس پچاس اور ساٹھ روپیہ ماہوار پر دارالعلوم میں اپنی زندگیاں ختم کر دیں، طلباء کو پرائیوٹ پڑھانے پر کوئی معاوضہ لینا سخت عیب سمجھا جاتا ہے، بہرحال دارالعلوم نے اپنے فرزندوں میں اللہ کے لیے کام کرنے کا جذبہ بخشا اور خلق اللہ کی خدمت انجام دیں، وہ اپنی نظروں پر مالک الملک ذوالجلال والاکرام کے سوا کسی کو جگہ نہ دیتے تھے اور جیسا کہ علامہ رشید رضا نے کہا کہ دارالعلوم کے علماء بہت زیادہ خوددار ہیں، بس اسی کام کا نام خلوص اور تقوی ہے رسالہ مصطلحات صوفیائے کرام میں اخلاص کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے۔

اخلاص یہ ہے کہ غیر حق سے صوفی مبرا ہو جائے اور مخلوق سے ہر معاملے میں (اللہ کے سوا) بے پروائی برتے۔

یہی حقیقت تھی کہ دیوبند کے اکابر اور وہاں کے تعلیم یافتہ فضلاء کبھی حکومت فرنگ کے سامنے نہیں جھکے، ۱۹۱۴ء کی جنگ کے بعد ایک وقت ایسا بھی آیا جب جمعیت الانصار اور ریشمی رومال کی تحریک کے باعث لندن کی پارلیمنٹ میں دارالعلوم دیوبند کو بند کر دینے کا فیصلہ کر دیا گیا لیکن دارالعلوم نے اس کو چیلنج کیا اور بالآخر اس کو فتح نصیب ہوئی اور الحمدللہ کی فرنگی کا راج کل ہندو پاک سے چلا گیا مگر دارالعلوم اپنی جگہ آج بھی اسی آب وتاب اور شان وشوکت سے قائم ہے اور آئندہ بھی ان شاءاللہ قائم رہے گا۔

دارالعلوم کے اکابر میں اگر خلوص کی بجائے حرص وطمع ہوتی تو وہ حکومت فرنگ کی گرانٹ قبول کر لیتے لیکن انہوں نے سلطنت برطانیہ سے امداد کی خواہش تو کجا خود حکومت کی امداد دینے کی خواہش اور درخواست کو بھی ٹھکرا دیا اور ابھی تک برہمنی راج میں بھی وہ اپنے سر پر وقار کو بلند کئے ہوئے ہیں اور بزبان حال علامہ اقبال کے اس شعر پر عمل پیرا ہیں۔

جن کی دنیا میں نہ دیکھا میں نے افرنگی کا راج
من کی دنیا میں دیکھے میں نے شیخ وبرہمن

بلکہ اقبال کے دوسرے شعر پر دارالعلوم کی مصلحت آمیز نظر رہی۔

پانی پانی کر گئی مجھ کو قلندر کی یہ بات
تو جھکا گر غیر کے آگے نہ تن تیرا نہ من

لہذا دارالعلوم نے اپنے اخلاص کی خاطر اپنے من تن دھن اور آنکھ کو غیروں کے سامنے کبھی نہیں جھکایا، بس اسی اخلاص اور تقوی پر دارالعلوم دیوبند کا ربند ہے اور یہی اخلاص اس نے اپنے فضلاء اور معتقدین کو بخشا ہے۔ گویا دارالعلوم نے علم، عمل اور اخلاص یعنی تقوی دے کر جو کہ اسلام میں مقام احسان ہے، حضرت مجدد الف ثانی کے قول کے مطابق اپنے طلباء علماء اور متعلقین کی شریعت کو مکمل کر دیا اور جس کی شریعت مکمل ہوگئی، اس سے خدا راضی ہوگیا، ورضوان من اللہ اکبر۔

بہر حال دارالعلوم کی بنیاد اخلاص وتقوی پر رکھی گئی جس کی وجہ سے وہ مقبول ہوا اور یہی اخلاص وراثت میں وہاں کے فضلاء کو ملا اور یہ حقیقت ہے کہ اکابر علمائے دیوبند کی جماعت میں سے علم وعمل کے اکثر شہسوار اس دنیا سے رخصت ہو چکے، صرف چند اکابر بقید حیات ہیں جو عین اپنے اسلاف کا نمونہ ہیں، حق تعالیٰ ان کی عمروں میں برکت عطاء فرمائے اور ہمیں اپنے اکابر کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

خوبصورت جواب

ایک دفعہ لوگوں کا ایک وفد شکایت لے کر سلطان محمود غزنویؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سلطان محمود غزنویؒ نے انہیں شکایت پیش کرنے کا حکم دیا تو ایک نوجوان اٹھ کر عرض پرداز ہوا۔

سلطان نے کہا: ''ٹھہرو نوجوان! پہلے بزرگ کو بات کرنے دو''۔ اس پر نوجوان نے برجستہ جواب دیا:

حضور!

اگر دانائی عمر پر منحصر ہے تو آج مسندِ خلافت پر آپ کی بجائے کوئی بزرگ ترین شخص بیٹھا نظر آتا۔

سلطانؒ نے نوجوان کے اس خوبصورت جواب اور بے ساختگی سے متاثر ہو کر اسے بیش قیمت انعامات سے نوازا۔

قسط نمبر 3

اہم اسلامی آداب

شیخ عبدالفتاح ابوغدہ

ادب ۱۰: اپنے بھائی یا اپنے میزبان کے ساتھ بیٹھنے کی جگہ پر کھینچا تانی نہ کریں، بلکہ وہ آپ کو جہاں بٹھائے وہیں بیٹھیں، کیونکہ اگر آپ اپنی مرضی کی جگہ بیٹھیں گے تو ممکن ہے کہ ایسی جگہ بیٹھیں جہاں سے مستورات پر نظر پڑتی ہو، یا صاحب خانہ وہاں بیٹھنے سے بوجھ محسوس کرے، لہذا آپ اپنے میزبان کی فرمائش کے مطابق بیٹھیں اور اس کے اکرام کو قبول کریں۔

جلیل القدر صحابی حضرت عدی بن حاتم طائی رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے واقعہ میں آتا ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا اکرام کرتے ہوئے ان کو بیٹھنے کے لیے تکیہ پیش کیا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر بیٹھ گئے چنانچہ حضرت عدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے اپنے ساتھ لے کر چلے، جب گھر میں داخل ہوئے تو چمڑے کا ایک تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی میری طرف بڑھایا اور فرمایا: ''اس پر بیٹھ جاؤ! میں نے عرض کی: آپ اس پر بیٹھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں! آپ اس پر بیٹھیں، پس میں اس پر بیٹھ گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر بیٹھ گئے۔''

خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ، محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کے لیے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ تکیہ چھوڑ کر زمین پر بیٹھے ہیں حضرت خارجہ رحمۃ اللہ علیہ نے چاہا کہ ان کے ساتھ زمین پر بیٹھ جائیں، اس لیے ان سے کہنے لگے: ''آپ نے اپنے لیے جس چیز کو پسند کیا ہے، یعنی زمین پر بیٹھنا، میں بھی اپنے لیے اسی کو پسند کرتا ہوں۔'' اس پر ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''میں اپنے گھر میں آپ کے لیے وہ پسند

نہیں کرتا جو اپنے لیے پسند کرتا ہوں، لہذا آپ وہاں بیٹھیں جہاں بیٹھنے کے لیے آپ سے کہا جاتا ہے۔''

اسی طرح آپ میزبان کی خاص جگہ پر نہ بیٹھیں، مگر وہ خود آپ کو وہاں بٹھائے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''**لا یوم الرجل الرجل فی سلطانه ، ولا یقعد فی بیته علی تکرمته الا باذنه.**'' یعنی کوئی شخص دوسرے شخص کی امامت نہ کرے اس کے منصب کی جگہ میں اور نہ ہی اس کے گھر میں اس کی خاص جگہ پر بیٹھے مگر یہ کہ وہ اسے اجازت دے (اسے امام مسلم نے روایت کیا ہے)

ادب ۱۱: جب آپ اپنے بھائی یا اپنے دوست کے گھر جائیں اور وہ آپ کو کسی جگہ بٹھا دے یا سُلا دے تو اپنی نگاہ کو اس طرح نہ ڈالیں جیسے کوئی شخص کسی چیز کو تلاش کر رہا ہو، بلکہ آپ اپنی نگاہ کو نیچا رکھیں، جب آپ بیٹھے ہوں یا سونا چاہتے ہوں، تو صرف اسی چیز پر نظر ڈالیں جس کی آپ کو ضرورت ہے، کسی بندالماری کو مت کھولیں، اسی طرح کسی صندوق کو مت کھولیں، یا کوئی بیگ اور تھیلی لپٹی ہوئی ہو، یا کوئی ڈھانکی ہوئی چیز ہو تو اس کو نہ کھولیں، کیونکہ یہ اسلامی اداب کے خلاف ہے اور اس امانت کے بھی خلاف ہے جس کی بنا پر آپ کے بھائی یا دوست نے آپ کو اپنے گھر آنے اور ٹھہرنے دیا ہے، لہذا کسی کو ملنے سے پہلے زیارت کے آداب سیکھ لیں اور حسن معاشرت کی وسعتوں میں داخل ہو جائیں اور اپنے میزبان کے ہاں محبوب اور پسندیدہ رتبہ پر فائز ہو جائیں اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت فرمائے اور آپ کا دوست ہو۔

ادب ۱۲: آپ کو چاہیے کہ آپ ملاقات کے لیے مناسب وقت کا انتخاب کریں اور جب ملاقات کریں تو میزبان کے پاس اتنا ٹھہریں جتنا آپ کے اور اس کے تعلقات کے مناسب ہو اور جو اس کی حالت سے مناسب ہو لہذا ملاقات لمبی نہ کریں اور نہ ہی میزبان پر بوجھ بنیں اور نہ ایسے وقت میں آئیں جو ملاقات کے مناسب نہ ہو مثلاً کھانے کے وقت، سونے کے وقت یا آرام کے وقت ملاقات سے احتراز کریں۔

امام نووی نے اپنی کتاب ''الاذکار'' میں سلام کے باب کے آخر میں سلام کے مسائل ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے:

''ایک مسلمان کے لیے جس مستحب کی تاکید ہے وہ یہ ہے کہ وہ نیک لوگوں، اپنے بھائیوں اپنے پڑوسیوں اور اپنے رشتہ داروں سے ملتا رہے، ان کا اکرام کرے، احسان و بھلائی سے پیش آئے اور صلہ رحمی کرے۔ اس سے ملاقات کا معیار، حالات مراتب اور فراغت کے اعتبار سے بدلتا رہتا ہے لہذا مناسب یہ ہے کہ ان سے ملاقات ایسے موقع پر ہو جسے وہ پسند نہ کرتے ہوں اور اسے وقت میں ہو کہ جسے وہ پسند کرتے ہوں اور اس سلسلہ میں بہت سی احادیث اور آثار مشہور ہیں۔''

ادب ۱۳: جب آپ اپنے میزبان کے ساتھ گفتگو کریں تو اس کے مقام اور مرتبہ کا لحاظ رکھتے ہوئے مختصر گفتگو کریں اور اگر آپ مجلس میں سب سے چھوٹے ہیں تو آپ بات نہ کریں الا یہ کہ مجلس والوں میں سے کوئی آپ سے سوال کرے، تو آپ اس کا جواب دیں۔ ہاں! اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ آپ کی گفتگو اور کلام سے وہ خوش ہوں گے اور اس کی قدر کریں گے تو کلام میں پہل کر سکتے ہیں لیکن بات کو لمبا نہ کریں اور مجلس میں بیٹھنے کے آداب اور گفتگو کے انداز کو نہ بھولیں۔

ادب ۱۴: جب آپ کو مجلس میں جائیں تو سب سے پہلے سب کو سلام کریں اور اگر سلام بعد آپ مصافحہ بھی کرنا چاہتے ہیں تو مصافحہ کی ابتدا اس شخص سے کریں جو سب سے افضل ہو، یا عالم ہو یا بڑا پرہیزگار ہو یا عمر کے اعتبار سے سب سے بڑا ہو یا کسی ایسی صفت میں ممتاز ہو جو شرعاً قابل احترام ہے اور افضل کو چھوڑ کر کسی ایسے شخص سے ہرگز مصافحہ نہ کریں جو اگرچہ صف اول میں پہلا ہو یا دائیں طرف ہو، مگر وہ دوسروں کے مقابلہ میں عامی شمار ہوتا ہو بلکہ سب سے پہلے اس شخص سے مصافحہ کریں جو اس مجلس میں اپنی خاص صفت کی وجہ سے سب سے افضل ہو اور اگر آپ کو معلوم نہیں کہ ان میں سے افضل کون ہے؟ یا آپ سمجھتے ہوں کہ مرتبہ میں سب برابر ہیں تو جو عمر میں سب سے بڑا ہو، اس سے ابتداء کریں، کیونکہ بڑی عمر والے کی پہچان عموماً مشکل نہیں ہوتی جیسا کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: کبّر کبّر (بخاری ونسائی) یعنی بڑے کو آگے کرو۔

ایک اور روایت میں ہے: کبّر الکبر فی السن یعنی جو عمر میں بڑا ہے اسے آگے کرو۔

(امام بخاری اور امام مسلم نے اسے روایت کیا ہے)

ایک اور روایت میں ہے کہ: ابد وا بالکبراء أو قال: بالاکابر یعنی بڑوں سے ابتداء کرو

(اس کو امام ابویعلی اور طبرانی نے ''الاوسط'' میں ذکر کیا ہے)

ادب ۱۵: جب آپ کسی مجلس میں جائیں تو ساتھ بیٹھے ہوئے دو شخصوں کے درمیان نہ بیٹھیں، بلکہ دونوں کے دائیں یا بائیں بیٹھیں، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لایجلس بین رجلین الا باذنھما (ابوداؤد) یعنی دو آدمیوں کے درمیان نہ بیٹھا جائے مگر ان کی اجازت سے۔

اگر اکرام کرتے ہوئے ان دونوں نے آپ کو اپنے درمیان بیٹھنے کی جگہ دے دی ہے تو آپ سکڑ کر بیٹھیں زیادہ کھل کر نہ بیٹھیں۔

ابن الاعرابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''بعض حکماء کا قول ہے کہ دو شخص ظالم ہیں ایک وہ شخص جسے نصیحت کا تحفہ دیا گیا اور اس نے اسے گناہ کا ذریعہ بنالیا اور دوسرا وہ جس کے لیے تنگ جگہ میں بیٹھنے کی جگہ بنائی گئی مگر وہ پھیل کر بیٹھ گیا۔''

نیز جب دو آدمیوں کے پاس بیٹھیں تو اس کی باتوں کی طرف کان مت لگائیں الا یہ کہ وہ راز کی بات نہ ہو اور نہ ہی ان دونوں سے متعلق ہو، کیونکہ ان کی باتوں کی طرف کان لگانا آپ کے اخلاق کی کمزوری اور ایسی برائی ہے جس کے آپ مرتکب ہو رہے ہیں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''من استمع الی حدیث قوم وھم لہ کارھون صب فی اذنیہ الأنک یوم القیامۃ.''

یعنی جو شخص دوسروں کی بات کان لگا کر سنتا ہے جس کا سننا ان کو پسند نہیں، قیامت کے دن

اس کے کانوں میں (پگھلا ہوا) سیسہ ڈالا جائے گا۔اس کو امام بخاری وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

جاننا چاہیے کہ جب آپ تین آدمی بیٹھے ہوں تو دو کو آپس میں سرگوشی نہیں کرنی چاہیے کیونکہ اس طرح آپ تیسرے آدمی کو اپنے سے الگ کر رہے ہیں اور اسے وحشت میں ڈال رہے ہیں۔نتیجتاً اس کے ذہن میں مختلف قسم کے خیالات آئیں گے اور یہ خصلت مسلمانوں کو زیب نہیں دیتی اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خصلت کی مسلمانوں سے نفی فرمائی چنانچہ ارشاد فرمایا: **لایتناجی اثنان بینھماثالث**

(رواہ الامام ابوداؤد)

یعنی دو مسلمان آپس میں سرگوشی نہیں کرتے جب کہ ان کے درمیان تیسرا ہو۔

یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہی کا صیغہ استعمال نہیں فرمایا، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نفی کا صیغہ استعمال کرتے ہوئے خبر دے رہے ہیں کہ یہ ایسی صفت ہے کہ جس کا کسی مسلمان سے صادر ہونے کا تصور نہیں ہوسکتا لہذا اس سے روکا جائے کیونکہ یہ ایسی خصلت ہے جس کا غلط ہونا ایک فطری چیز ہے۔

اس حدیث کو امام مالک اور امام ابوداؤد نے حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت کیا ہے اور حضرت عبداللہ بن عمر سے سوال کیا گیا کہ اگر تین کے بجائے چار آدمی ہوں تو سرگوشی کر سکتے ہیں؟

تو آپ نے فرمایا: ''پھر کوئی حرج نہیں۔''

(جاری ہے)

اعتذار

☆ بعض سلسلہ وار مضامین اس ماہ بوجوہ نہیں آسکے آئندہ ماہ ان شاءاللہ سلسلہ وار مضامین کو دوبارہ شروع کیا جائے گا۔

نشہ

ظہیر احمد صدیقی

ایک روز محفل میں نشہ پر بات چل نکلی۔ شاہ جی نے فرمایا کہ نشہ کی کئی قسمیں ہیں: نشہ شراب کا بھی ہے نشہ شباب کا بھی اور نشہ اقتدار کا بھی۔ شراب کا نشہ دل کو، شباب کا نشہ دامن کو اور اقتدار کا نشہ دماغ کو خراب کر دیتا ہے ان نشوں میں اقتدار کا نشہ سب سے زیادہ خطرناک ہے۔ شراب کے نشہ میں انسان اپنی زندگی، شباب کے نشہ میں اپنی جوانی اور اقتدار کے نشہ میں لوگوں کی زندگیوں کو برباد کرتا ہے۔ جب اقتدار کا نشہ کسی کو پاگل کر دے تو وہ ڈکٹیٹر بلکہ ڈاکو بن جاتا ہے اور معاشرہ تباہ ہو جاتا ہے۔

ہاں! نشوں کی اور بھی کئی قسمیں ہیں ایک نشہ شہرت کا بھی ہے جو سبھی کو محبوب ہوتا ہے لیکن شاعروں کے محبوب کی طرح پُر فریب بھی ہوتا ہے اور بے وفا بھی۔ ایک نشہ فتح اور کامیابی کا بھی ہوتا ہے لیکن فاتح یا کامران و کامیاب شخص اس نشے میں ایسا سرشار ہو جائے کہ نیک و بد میں تمیز کھو بیٹھے تو سمجھ لو کہ اس کی بدبختی کی بنیاد پڑ چکی ہے۔

ان نشوں کے علاوہ ایک اچھی کتاب پڑھ کر، ایک اچھا شعر سن کر، ایک اچھا منظر دیکھ کر بھی اہل فکر و نظر پر نشہ سا طاری ہو جاتا ہے۔ ایک دوست مخلص اور ایک مرد کریم کی ملاقات بھی اپنا ہی ایک نشہ رکھتی ہے اور ایک حاکم وقت، صاحب بہادر، افسر والا شان کبھی ماتحت سے التفات خصوصی سے مل لے تو اس کا اپنا ہی نشہ ہے۔ نشہ عبادات و ریاضت کا بھی ہوتا ہے کسی صوفی صاف دل سے پوچھیے سکر و سحر کے مقامات کا اپنا نشہ ہے۔

لیکن ایک نشہ اور بھی ہے جسے اہل دل جانتے ہیں کہ ''جب کوئی نیک کام، کسی مظلوم کی دادرسی، کسی مغموم کی دلداری، کسی محتاج کی دست گیری بغیر کسی دکھاوے کے بغیر کسی ذاتی مفاد کے صرف اور صرف رضائے الٰہی کے لیے کی جائے تو اس کا نشہ تمام نشوں سے افضل و اعلیٰ ہے۔ یہ نشہ

گراتا نہیں بلکہ انسان کا سر بلند کرتا ہے عام نشوں میں انسان زمین پر گرتا ہے یا کچھ دیر کے لیے ہوا میں اڑتا ہے اس نشہ میں انسان کا سر عرش معلیٰ کی بلندیوں کو چھوتا ہے وہ سرور ملتا ہے جو دائمی ہے وہ عظمت انسانی حاصل ہوتی ہے جو ابدی ہے۔''

میر صاحب نے کہا شاہ جی! آپ نشہ کا ذکر اس ذوق وشوق بلکہ خضوع وخشوع سے کر رہے ہیں کہ یوں لگتا ہے کہ شاید ''بنت عنب'' یا یوں کہیے ''دختر رز'' یعنی انگور کی بیٹی سے کبھی آپ کی دوستی رہی ہوگی۔ شاہ جی نے فرمایا: ''میاں! تم جو سمجھو تمہاری مرضی۔'' ملک صاحب نے کہا: ''کہتے ہیں کہ ذکر شادی وشادمانی بھی تو نصف شادی وشادمانی ہے۔'' سوذکر نشہ بھی نصف نشہ تو ہوتا ہے ۔

بیک			
بیک فل پیج 4 کلر	3000	3/4 بیک پیج 4 کلر	2500
ہاف بیک پیج 4 کلر	2000	1/4 بیک پیج 4 کلر	1500
اندرون			
فل پیج ون کلر	1800	3/4 ون کلر	1500
ہاف پیج ون کلر	1300	1/4 ون کلر	800
مین پیج ان سائیڈ			
فل پیج ون کلر	2000	3/4 پیج ون کلر	1300
ہاف پیج ون کلر	1000	1/4 پیج ون کلر	800
ایک پٹی 1.5 انچ مین ٹائٹل	2000	پٹی 1.5 انچ بیک ٹائٹل	600

موٹاپا اور Dieting

ڈاکٹر منصور احمد باجوہ

☆ سب سے بہتر Dieting اپنا پیٹ کاٹ کر دوسروں کو کھلانا ہے۔

☆ کچھ لوگ کم خوراک کی وجہ سے مرجاتے ہیں اور اکثر زیادہ خوراک کی وجہ سے۔

☆ آپ سمجھ لیں کہ آپ کا وزن ضرورت سے زیادہ بڑھ گیا ہے جب:

وہ لوگ جو موٹے نظر آتے تھے، دبلے نظر آنے لگیں

آپ کے دوست کہنے لگیں کہ پہلے تو تمہارا قد کافی لمبا ہوا کرتا تھا۔

تولیے کو کمر کے گرد لپیٹتے ہوئے بازو چھوٹا پڑ جائے۔

گلی میں سامنے بھینس کو دیکھ کر آپ سوچنے لگیں کہ یہ کیسے گذر پائے گی۔

پاؤں کی طرف دیکھنے کی ہر کوشش پر پیٹ مداخلت کرے۔

ڈھول یا مٹکے کا ذکر آنے پر نظریں بلاوجہ جھک جائیں۔

درزی کہنے لگے ذرا یہ فیتہ پکڑنا، میں چکر لگا کر آیا۔

وزن کرنے والی مشین کے کارڈ پر لکھا ہو خدا کے لیے ایک ایک کر کے وزن کرو۔

☆ فاسٹ فوڈ ہمیشہ دیر سے ہضم ہوتا ہے۔

☆ کچھ لوگ اپنی قبر اپنے دانتوں سے کھودتے ہیں، کچھ چھری کانٹے کی مدد سے۔

☆ کون کہتا ہے کہ میں موٹا ہوں۔ ہاں میرا قد ضرور نو انچ چھوٹا ہے۔

☆ فربہ آدمی کے لیے سب سے مشکل کام اپنا وزن اٹھانا ہوتا ہے۔

☆ پیٹ کے ساتھ بحث بے کار ہے کیونکہ اس بیچارے کے کان نہیں ہیں۔

☆ ہم میں سے ہر ایک کے اندر ایک دبلا پتلا آدمی باہر نکلنے کے لیے بے قرار ہے مگر افسوس وہ چاکلیٹ کیک کے چند ٹکڑوں سے بہل جاتا ہے۔

http://islamicurdubooks.net

☆ موٹے آدمی کبھی چوری نہیں کرتے کیونکہ چور کو بھاگنا بھی پڑتا ہے۔

☆ سب سے بری چربی وہ ہے جو دماغ کو چڑھ جائے۔

☆ وہ جنہیں ورزش کے لیے وقت نہیں ملتا بیماری کے لیے ہمیشہ وقت نکال لیتے ہیں۔

☆ موٹاپا کوئی بیماری نہیں اس میں خرابی صرف یہ ہے کہ کسی بیماری کو ''نہ'' نہیں کہہ سکتا۔

☆ خالی پیٹ ہمیشہ بڑے خطرناک ہوتے ہیں خاص طور پر جب کافی دیر سے خالی ہوں۔

☆ وہ جن کے دل بڑے ہوں ان کے پیٹ ہمیشہ چھوٹے ہوتے ہیں۔

☆ گناہ اور موٹاپے میں کئی قدریں مشترک ہیں۔

دونوں کا بوجھ خود اٹھانا پڑتا ہے۔

دونوں کا آغاز بہت اچھا اور انجام بڑا برا ہوتا ہے۔

دونوں ہمیشہ دوسروں میں برے لگتے ہیں۔

دونوں میں انسان خواہشات کے گھوڑے کو نکیل ڈالنا بھول جاتا ہے۔

☆ ہر موٹے آدمی پر کسی اور کے حصے کی چربی ہوتی ہے۔

☆ قدرت آخر کار اس شخص کی امداد سے ہاتھ کھینچ لیتی ہے جو کھانے سے ہاتھ نہیں کھینچتا۔

☆ جسم کا ہر حصہ دوسرے کے کام میں تعاون کرتا ہے سوائے چربی کے جو ہر ایک کے کام میں رکاوٹ ڈالتی ہے۔

☆ زندگی لمبی کرنے کا آسان ترین طریقہ کھانے کو چھوٹا کرنا ہے۔

☆ درمیانی عمر وہ ہے جب دماغ کی فراخی اور کمر کی تنگی ایک دوسرے کی جگہ لے لیتی ہیں

☆ لوگ کھانے کے ساتھ انصاف کرتے کرتے اپنے ساتھ بے انصافی کر جاتے ہیں۔

☆☆☆

http://islamicurdubooks.net

ہمارا کچن

ام ارسلان رانا

آلو کے کباب

اشیاء:

آلو: ایک کلو　　انڈے: دو عدد

بیسن: ایک پیالی　　پیاز: دو عدد

انار دانہ: چار چمچے　　ہری مرچ: تین عدد

گرم مصالحہ: ڈیڑھ چمچ　　گھی: حسب ضرورت

ترکیب:

آلوؤں کو اُبال کر میش کر لیں۔ اب اس میں پیاز اور ہری مرچ باریک کاٹ کر اور انار دانہ پیس کر شامل کر لیں پھر گرم مصالحہ چھڑک کر خوب ملا لیں تا کہ تمام آمیزہ یکجان ہو جائے۔ اب آمیزے کو ہتھیلی پر مناسب سائز کے کباب کی شکل دے لیں پھر انڈے کو پھینٹ کر یا بیسن کو پیلا گھول کر ایک پیالی میں رکھ لیں اب جبکہ تمام آمیزے کے کباب بنا لیے ہیں پھر ان کو انڈے یا بیسن میں ڈبو ڈبو کر فرائی پان میں تھوڑا سا آئل یا گھی جو بھی چاہیں اس میں فرائی کر لیں دونوں جانب سے ہلکے براؤن ہو جائیں تو کباب ڈش میں نکال لیں۔ آپ حسب پسند ٹماٹر، پیاز اور سلاد باریک کاٹ کر اور لیموں نچوڑ کر روٹی یا چاول کے ساتھ گرم گرم نوش فرمائیں۔

نوٹ:

انڈے اور بیسن میں ڈبو کر فرائی کرنے سے ذائقہ میں فرق ہوتا ہے اس لیے بہتر یہی ہے کہ انڈے میں ڈبو کر فرائی کر لیں۔

http://islamicurdubooks.net

زبان کی حفاظت

مولانا عاشق الٰہی بلند شہریؒ

مسلمان آدمی کے لیے زبان کی حفاظت بہت ضروری ہے آدمی کے جسم میں زبان دیکھنے میں گویا ذرا سی چیز ہے مگر بڑی بڑی لڑائیاں کرا دیتی ہے اور دلوں میں پھوٹ ڈلوا دیتی ہے انسان سے جو گناہ ہوتے ہیں اکثر یا تو زبان سے ہوتے ہیں یا ان میں زبان کا دخل ضرور ہوتا ہے دنیا و آخرت کی کامیابی اور بہت سے مصیبتوں سے چھٹکارے کی سب سے اچھی اور عمدہ ترکیب ہے کہ زبان اپنے قابو میں رکھی جائے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ منہ کے بل اوندھے کر کے جو چیز لوگوں کو دوزخ میں گرائے گی وہ ان باتیں ہی ہوں گی۔

زبان سے بڑے بڑے گناہ ہوتے ہیں، کفر کے کلمے زبان ہی سی ہوتے ہیں غیبت، بہتان، لعنت، طعنے، گالیاں، جھوٹ، چغلی اور اس طرح طرح کے گناہ ہوتے ہیں اپنی زبان کو ہر وقت اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول رکھو اور دنیا کی ضروری بات جس میں گناہ نہ ہو، کرلو۔ اور جتنی ضرورت ہو اسی قدر بولو، عورتوں میں عادت ہوتی ہے کہ بات میں بات لگائے جاتی ہیں اور تیری میری برائی میں گھنٹوں مجلس گرم رکھ کر اپنی عاقبت خراب کرتی ہیں۔ کسی کو کوستی ہیں اور کسی پر لعنت اور پھٹکار بھیجتی ہیں اپنی بڑائی جتاتی ہیں اور دوسری عورتوں کی حقارت ظاہر کرتی ہیں یاد رکھو کہ یہ سب چیزیں آخرت میں ڈوبنے والی ہیں ان سے بچو!

جھوٹ کا وبال:

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو فرشتہ اس کی بات کی بدبو سے ایک میل دور چلا جاتا ہے۔

چغلی:

فرمایا حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جنت میں چغل خور داخل نہ ہوگا۔

گانا:

فرمایا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ گانا دل میں نفاق کو اگاتا ہے جیسے پانی کھیتی کو اگاتا ہے۔ نفاق اس کو کہتے ہیں کہ آدمی کے دل میں کفر ہو اور ظاہر میں مسلمان بنے۔ گانے مت سنو نہ گانے کے شعر یاد کرو بہت سی لڑکیاں سینما میں جاتی ہیں حیاء شرم بھی کھو دیتی ہیں اور گانا بجانا بھی جان لیتی ہیں اور پھر بیٹھے بیٹھے شعر گایا کرتی ہیں یہ سخت گناہ ہے مسلمانوں کے کرنے کا کام نہیں ہے دیکھو حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو منافقت کا سبب بتایا ہے۔

غیبت کا گناہ: فرمایا حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے غیبت کا وبال زنا کاری سے بھی زیادہ سخت ہے صحابیوں نے پوچھا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! غیبت کا وبال زنا کاری سے بھی زیادہ سخت کیسے ہے؟ فرمایا اس وجہ سے کہ بلاوجہ آدمی زنا کاری کرتا ہے اور توبہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما لیتے ہیں اور اس میں شک نہیں کہ غیبت والے کا گناہ نہ بخشا جائے گا جب تک وہی معاف نہ کرے جس کی اس نے غیبت کی ہے۔

غیبت اس کو کہتے ہیں کہ کسی کے بارے میں ایسی بات کہی جائے جو اسے بری لگے اس کا بڑا گناہ ہے جس جس کی غیبت کی ہو اس سے معافی مانگ لو ورنہ قیامت میں اس کو اپنی نیکیاں دینی پڑیں گی اور اس کے گناہ اپنے اوپر لادنے ہوں گے اور اگر اس مرد یا عورت کی خبر نہیں کہ وہ کہاں ہے؟ جس کی تم نے غیبت کی یا دنیا میں نہیں ہے تو اس کے لیے مغفرت کی دعا اتنی کرو کہ تمہارا دل گواہی دے دے کہ ہاں اس کی غیبت کا بدلہ میں نے ادا کر دیا۔

بہت سے لوگ غیبت کرتے ہیں اور جب کوئی منع کرتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم جھوٹ تو نہیں کہتے جو برائی فلاں مرد یا عورت میں ہے اس کا تو بیان کیا ہے یہ سوال ایک صحابی نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو نے وہ عیب یا برائی بیان کی جو تیرے بھائی میں ہے تو اس صورت میں تو نے اس کی غیبت کی اور اگر تو نے اس کے بارے میں وہ بات کہی جو اس میں نہیں تو اس صورت میں تو نے اس پر بہتان باندھا۔

الغرض! جہاں تک ہو سکے اللہ تعالیٰ کے ذکر میں زبان کو لگائے رکھو دنیا کی کوئی ضروری بات ہوئی کر لی، کسی کو نصیحت کر دی اسی میں مشغول رہو جہاں تک ہو سکے ایسی بات بھی نہ کرو جس میں گناہ ہو نہ ثواب ہو کیونکہ اس میں بھی اپنی آخرت کا نقصان ہے جس وقت ایسی بات کہی جس سے نہ گناہ ہوا نہ ثواب ہوا۔ اس وقت اللہ کا ذکر کیا جاتا یا درود شریف کے مبارک الفاظ یا کوئی دوسرا کلمہ خیر نکل جاتا تو بڑا ثواب ملتا لایعنی اور فضول باتوں اور بیکار کاموں سے دور رہو۔ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انسان کے اسلام کی ایک خوبی یہ ہے کہ بیکار کاموں کو چھوڑ دے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک صحابی کی وفات ہوگئی تو دوسرے صحابی نے کہا کہ تجھے جنت کی خوشخبری ہے اس پر حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم خوشخبری دے رہے ہو حالانکہ تم کو پتا نہیں کہ شاید اس نے لایعنی بات کہی ہو یا ایسی چیز کے خرچ سے کنجوسی کی وہ جو خرچ سے گھٹتی نہیں (جیسے علم، آگ، نمک وغیرہ)

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ آدمی اپنے پیر سے اتنا نہیں پھسلتا جتنا اپنی زبان سے لغزش کھا جاتا ہے اور یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ بلاشبہ بندہ کبھی ایسا کلمہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا کہہ دیتا ہے کہ اس کی وجہ سے دوزخ میں اس سے بھی زیادہ گہرا گرتا چلا جاتا ہے جتنا پورب اور پچھّم کے درمیان فاصلہ ہے حالانکہ اس کو اپنی بات کی طرف دھیان بھی نہیں ہوتا

حضرت لقمان حکیم سے کسی نے دریافت کیا کہ آپ کو حکمت کا یہ مرتبہ کیسے نصیب ہوا؟ انہوں نے جواب دیا:

کہ میں سچ بولتا ہوں

امانت ادا کرتا ہوں

اور لایعنی سے بچتا ہوں

اللہ ہم سب کو بھی زبان کی حفاظت کی اور لایعنی سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

بہو کی طرف سے جھگڑے کے اسباب:

پیر ذوالفقار احمد نقشبندی

اب بہو کی طرف سے جھگڑے کے اسباب کیا ہوتے ہیں؟ عام طور پر جس نوجوان لڑکی کی شادی ہوتی ہے۔ دیکھا یہ گیا ہے کہ وہ ناتجربہ کار اور بھولی بھالی سی لڑکی ہوتی ہے اس کو ازدواجی زندگی کے لڑائی جھگڑوں کا ذرا پتہ نہیں ہوتا۔ وہ ماں کی محبتوں میں پلی، باپ کی شفقتیں سمیٹیں، بھائی کی محبتیں پائیں، ان محبتوں کے ماحول سے نکل کر ایک نئے گھر کے اندر آتی ہے تو توقعات یہی رکھتی ہے کہ جو ماں محبتیں دیتی تھی وہی ساس دے گی، جو ابو محبت دیتے تھے وہ مجھے سسر دیں گے اور خاوند کے بارے میں تصور رکھتی ہے کہ یہ تو ہے ہی میری زندگی کا ساتھی۔ تو اس کی توقعات زیادہ ہوتی ہیں۔ مگر اس کو وہاں آ کر جو صورتحال نظر آتی ہے وہ کئی مرتبہ توقعات کے مطابق ہوتی ہے اور کئی مرتبہ توقعات کے خلاف ہوتی ہے۔ لہذا یہ ناتجربہ کار اور بھولی بھالی لڑکی نئے گھر میں آ کر بہت ساری غلطیاں کرتی ہے۔ کھانے پکانے میں اتنی مہارت نہیں ہوتی، مہمان نوازیوں کا اتنا پتہ نہیں ہوتا۔ ماں باپ کے گھر میں پڑھنے میں لگی رہتی ہے۔ اپنے کاموں میں لگی رہتی ہے گھر کے کاموں میں لگی رہتی ہے گھر کے کاموں میں اتنا تعاون نہیں کیا ہوتا چنانچہ یہاں آ کر اس کے لیے صورت حال سخت ہو جاتی ہے اور پھر عمر بھی چھوٹی ہوتی ہے اس کو اتنا پتہ نہیں ہوتا کہ میں یہاں آ کر کس طرح اپنے آپ کو بچ بچا کر رکھنا ہے؟ یہ بھی نہیں سمجھتی کہ خاموشی کے کتنے فائدے ہوتے ہیں؟ کوئی نہ کوئی بات کر دیتی ہے پھر اس کے ایک ایک لفظ کو پکڑ لیا جاتا ہے اور ایک لفظ کو پکڑ کر اس کے اوپر پوری داستان بنا دی جاتی ہے۔ پھر اس بہو کے ذہن میں یہ بات بھی ہوتی ہے کہ میری شادی ہوئی، نکاح ہوا، میں بیٹی کی حیثیت سے اس گھر میں آئی ہوں، میں اس گھر میں لونڈی بن کر تو نہیں آئی۔ میں کہیں بھاگ کر تو نہیں آئی تو وہ توقع کرتی ہے کہ اس گھر میں مجھے ایک Respect (عزت) ملنی چاہیے اور خاوند کے بارے میں اس کے ذہن میں بھی ہوتا ہے کہ

خاوند تو بس ایسا ہو کہ میری ہر بات پر آمین کہنے والا ہو۔اس کے دل میں یہ خواہش ہوتی ہے کہ ادھر میری منہ سے بات نکلے اور خاوند اس پر Yes (ہاں) کر دے اور بعض اوقات اس بہو کے ذہن میں یہ بھی خطرہ ہوتا ہے یا سہیلیوں نے اس کو غلط گائیڈ کیا ہوتا ہے کہ اگر تم سسرال جا کر ایک دفعہ دَب گئی تو ساری عمر تمہیں دَبا کر ہی رکھیں گے۔لہذا وہ بھی اپنے حقوق کی جنگ لڑنا شروع کر دیتی ہے اور چھوٹی چھوٹی باتوں کا اپنے میکے میں آ کر تذکرہ کرتی ہے کبھی بہن کے ساتھ کبھی ماں کے ساتھ اب ادھر بہن اور ماں اس کو مشورے دیتے ہیں اور وہ پھر سسرال میں ریموٹ کنٹرول کھولنے کی طرح کھیل کھیل رہی ہوتی ہے یہ سب ناپسندیدہ صورتحال ہے۔

اسباب کا نچوڑ.....خودغرضی کی جنگ:

یوں لگتا ہے کہ ان تمام وجوہات کو سامنے رکھیں تو لب لباب یہی نظر آتا ہے کہ ہر انسان گھر کا ہر فرد اپنی خودغرضی کی جنگ لڑ رہا ہے ساس کو اپنے مفادات چاہئیں، نند کو اپنے چاہئیں، بہو کو اپنے چاہئیں اور اس وجہ سے اب گھر کے اندر لڑائی کی ایک فضا بن جاتی ہے ایک دوسرے کے ساتھ حسن اخلاق سے رہنے کی تعلیم دینے میں کمی رہ جاتی ہے اب یہ ذمہ داری تو سسر کی بھی ہوتی ہے کہ وہ گھر کا بڑا ہوتا ہے وہ اپنی بیوی کو بھی سمجھتا ہے بیٹی کو بھی سمجھتا ہے لہذا اس آنے والی لڑکی کو وہاں ایڈجسٹ ہونے میں اس کو مورل سپورٹ دے۔اس کو Back Up (سہارا) دے تاکہ وہ بچی محسوس کرے کہ میرے سر کے اوپر کوئی سایہ ہے وہ اپنے آپ کو ہوا میں لٹکتا محسوس نہ کرے کہ معلوم نہیں کس وقت ساس مجھے اپنے گھر واپس بھیج دے۔اب کئی مرتبہ سسر صاحب اپنی بیوی کے سامنے بات نہیں کر سکتے اور کئی مرتبہ اپنے بزنس میں اتنے مصروف ہوتے ہیں کہ وقت ہی نہیں ہوتا جب مرد کے پاس وقت نہ ہو عورتیں گھر میں ایک دوسرے کے ساتھ کو آپریٹ نہ کریں تو گھر کے اندر لڑائیاں نہیں ہوں گی تو اور کیا ہوگا؟ ہمیں چاہیے کہ ہم ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور پیار سے رہنے کی تعلیم کو عام کریں۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے لوگ نماز اور روزے کی وجہ

سے جنت میں نہیں جائیں گے بلکہ ایک دوسرے پر رحم کرنے کی وجہ سے جنت میں زیادہ جائیں گے تو ایک دوسرے کے ساتھ ایثار، رحم، محبت ان اقدار کو گھر کے اندر بڑھانے کی ضرورت ہوتی ہے۔

اسباب کا سدباب:

تو آیئے!

ان تمام اسباب کے علاج کیا ہیں؟ ان تمام اسباب کے حل کیا ہیں؟ اس پر تھوڑی سی بات کرتے ہیں جھگڑے تبھی ختم ہو سکتے ہیں جب ہر بندہ اپنی کچھ مخصوص ذمہ داریوں سے ادا کرنے کی کوشش کرے۔

ساس کی ذمہ داریاں:

ساس اپنے بڑے پن کا ثبوت دے۔ سب سے پہلے ساس گھر کی ماں ہے، بڑی ہے، اس کی عزت اور احترام ہے بڑوں کو بڑا ہی بن کر رہنا چاہئے، اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنا چاہیے تو سب سے پہلے ساس کو یہ سمجھنا چاہئے کہ آنے والی لڑکی پلاسٹک کا کھلونا نہیں، جیتا جاگتا انسان ہے میں نے خود اسے پسند کیا، اپنے بیٹے کے لیے لے کر آئی ہوں خود چل کر گئی تھی اب اگر یہ آ گئی ہے تو یہ بھی انسان ہے اس میں یقیناً خوبیاں بھی ہوں گی اور خامیاں بھی ہوں گی، تو مجھے جیسے اس کی خوبیوں کو قبول کرنا ہے اس کی خامیوں کو بھی قبول کرنا ہے اور پیار محبت سے اس کی اصلاح کرنی ہے۔

بہو اور بیٹی کو برابر سمجھے:

جیسے اپنی بیٹی کے اندر خامیاں ہوتی ہیں تو ماں صبر کے ساتھ ان خامیوں کی اصلاح میں لگی رہتی ہے تو پھر بہو کے لیے کیوں یہ سمجھتی ہے کہ ایک دن میں یہ ٹھیک ہو جائے گی؟ بہو بھی اس کی بیٹی ہی کی ہم عمر ہے اس کی بیٹی ہی کی طرح ہے جو رویہ ساس اپنی بیٹی کے ساتھ رکھتی ہے وہی رویہ اگر اپنی بہو کے ساتھ رکھے تو گھر کے جھگڑے بالکل ہی ختم ہو جائیں۔ مصیبت یہاں یہ ہوتی ہے کہ بیٹی وہی غلطی کرتی ہے تو ماں اس غلطی کو چھپاتی پھرتی ہے اور اگر وہی غلطی بہو کر لیتی

ہے تو ساس اس غلطی کو بتاتی پھرتی ہے تو ابتدائی دنوں میں اس آنے والی بچی کو غلطیوں سے کچھ در گزر کرنا چاہیے۔

ساس کی بنیادی غلطی:

اور اس میں ایک غلطی ساس کی یہ بھی ہوتی ہے کہ عام طور پر اس نے بہو کا جو انتخاب کیا ہوتا ہے تو فقط اس کی شکل کی خوبصورتی کو دیکھ کر کیا ہوتا ہے یہ ذہن میں رکھیں کہ صرف ولیمہ کے دن لڑکی کی شکل کو دیکھا جاتا ہے باقی پوری زندگی اس کی عقل کو دیکھا جاتا ہے تو جو چیز پوری زندگی دیکھی جاتی تھی اس پر توجہ نہیں دیتی اور شکل کی حور پری ڈھونڈ کر اپنے گھر لے آتی ہے۔ نہ تعلیم دیکھی نہ اس کے اخلاق دیکھے تو اس وجہ سے پھر مصیبت پڑ جاتی ہے۔

بہو کی غلطیوں پر درگزر کرے:

تو ساس کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ابتدائی چند دنوں میں بہو گھر کے اندر اپنے آپ کو ایڈجسٹ ہونے کا موقع دے۔ اس کی غلطیوں سے درگزر کرے، نئی جگہ پر انسان بعض چیزوں کو نظر انداز کر جاتا ہے بعض کاموں کو بھول جاتا ہے تو بہو سے اس قسم کی غلطیاں ہونا، کوئی انوکھی بات نہیں، لہذا اسے چاہیے کہ ابتدا میں اگر لڑکی غلطیاں بھی کرے تو اس سے درگزر سے کام لے اور یہی سمجھے کہ ہاں چند دنوں کے بعد جب یہ گھر میں سیٹ ہو جائے گی تو اس میں لڑکی کو سمجھا لوں گی۔

بہو کو خوشی سے گھر کی ذمہ داری دے:

گھر کے کام کاج میں بہو کو ہنسی خوشی ذمہ داری دے۔ مثال ے طور پر کھانا پکانا ہے تو یہ ضروری تو نہیں کہ ہر روز ساس سے ہی سارا کچھ پوچھ کے پکایا جائے گا۔ کبھی ساس یوں بھی کہہ دے کہ بیٹا! اپنی مرضی کا کھانا پکا لو! تو لڑکی کو تھوڑا سا اختیار ملے گا تو اس کا دل خوش ہوگا تو یہ ذمہ داری ساس کی بنتی ہے کہ وہ آنے والی لڑکی کو ہنسی خوشی ذمہ داری سونپے اور ساتھ یہ بھی سوچے کہ

جب میں بہو بن کر آئی تھی تو اس وقت میرے جذبات کیا تھے؟ اور میں بھی تو اپنی ساس کے بارے میں یہ سوچا کرتی تھی کہ ذرا ذمہ داری میرے اوپر ڈال کر تو دیکھے مجھے دے کر دیکھے میں کیسے نہیں کام کرتی؟ میں بھی ہر بات پر تنقید کو ناپسند کرتی تھی، ذرا ذرا سی بات پر نکتہ چینی سے میرا دم گھٹتا تھا۔ آج جب میں اپنی بہو کو ساس بن گئی ہوں تو میں اپنی بہو کے ساتھ وہی سلوک کیوں رکھوں؟

ہر وقت کی تنقید سے گریز کرے:

نیت ہمیشہ اچھی رکھے اللہ رب العزت نیت کی وجہ سے گھر کا ماحول اچھا کر دیتے ہیں ہر بات پر بہو کو کاٹنے نہ دوڑے۔ اگر اس کے برے کام پر تنقید کرتی ہے تو اس کے اچھے پر تعریف بھی کیا کرے۔ یہ تو کوئی بات نہ ہوئی کہ غلطی پر اس کی مٹی پلید کر دی اور اچھے کام کو ایسے نظر انداز کیا جیسے اس نے کیا ہی نہیں۔ یہی وجہ کہ کبھی بہن کی بیٹی کو بہو بنا کر لائی، کبھی بھائی کی بیٹی کو بہو بنا کر لائی، اتنی قریبی رشتہ داریاں ہوتی ہیں لیکن جیسے ہی وہ لڑکی گھر آتی ہے اس کے ساتھ جھگڑے والا مسئلہ شروع ہو جاتا ہے۔

تو کسی دل جلے شاعر نے اس پر ایک شعر بنایا:

جب تک بہو کنواری ساس گئی واری
بہو کا آیا ڈولا ساس کو لگا گولہ

اپنی بھتیجی اپنی بھانجی، اپنی قریبی سہیلی کی بیٹی کو لے کر آتی ہے اور جیسے ہی وہ بچی گھر میں قدم رکھتی ہے بس اس کی غلطیاں دیکھنا شروع کر دیتی ہے تو ساس کو چاہیے کہ وہ اس موقع پر اپنے بڑے پن کا ثبوت دے اور اس بچی کو ایڈجسٹ ہونے کے لیے ہر ممکن تعاون کرے۔ اگر اپنی بیٹی بھی اس کی شکایت کرے تو بیٹی کو سمجھا بجھا لے، ڈانٹ ڈپٹ کر لے، مگر گھر کے اندر خواہ مخواہ ماحول کو Pollute (آلودہ) نہ ہونے دے۔

ناموس رسالت

پر جان اپنی فدا کردے

اثر جون پوری

جب گلشن طیبہ کو اے باد صبا جانا حال دل دیوانہ آقاؐ کو سنا جانا
اے ساقی کوثر عشق کا جام پلا جانا اب اہل خرد کو بھی دیوانہ بنا جانا
مطلوب بقا ہے تو ہستی کو مٹا جانا عشاق محمدؐ نے یہ راز فنا جانا
گر سرخروئی مطلوب ہے تم کو سر محشر خون عشق رسالت میں تم اپنا بہا جانا
جو خاک کہ آقاؐ کے قدمین تلے آئی دیدہ ور دنیا نے اسے خاک شفا جانا
گستاخ کے قاتل کو دنیا نے فرشتہ اور توہین کے مجرم کو ابلیس نما جانا
ہم جان ہتھیلی پر رکھتے بہر لمحہ گستاخ رسالت نے عشاق کو کیا جانا
محبوب رہائی کب، محبت کے عاشق کو محبوب ہے بس سوئے محبوب خدا جانا
ناموس رسالت کی شمع بھی بھڑک اٹھے یوں صورت پروانہ اب خود کو جلا جانا
تشنہ کی جسارت پر بے خود جو ہوا میکش اسے ساقی کوثر کی الفت کا نشہ جانا
ناموس رسالت پر جاں اپنی فدا کردے جس نے اے اثر خود کو آقاؐ کا گدا جانا
جب گلشن طیبہ کو اے باد صبا جانا حال دل دیوانہ آقاؐ کو سنا جانا
اے ساقی کوثر عشق کا جام پلا جانا حال دل دیوانہ آقاؐ کو سنا جانا

https://islamicurdubooks.net

وفیات

30دسمبر:

بھائی محمد شبیر ثانی کے دوست سید خالد محمود کی والدہ؛ زوجہ صابر حسین شاہ طویل علالت کے بعد 30 دسمبر کو قضائے الٰہی سے انتقال کرگئی پسماندگان میں تین بیٹے اور دو بیٹیاں چھوڑیں اللہ مرحومہ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔

5جنوری:

جامعہ حقانیہ للبنات کے صدر مدرس مولانا محمد امین کی والدہ ماجدہ 6 ماہ کی طویل علالت کے بعد خالق حقیقی سے جاملیں، آخری ایام میں ان کو کینسر کا موذی مرض لاحق ہوگیا تھا۔ان کی نماز جنازہ شیخ الحدیث مولانا عبدالرحیم آف جھنگ نے پڑھائی۔ جنازہ میں کثیر علماء، طلباء اور اہل علاقہ نے شرکت فرمائی۔ادارہ مولانا محمد امین اور تمام پسماندگان کے ساتھ دلی تعزیت کرتا ہے، اللہ ان کو جنت الفردوس عطا فرمائے۔

11جنوری:

احناف ٹرسٹ کے سفیر بھائی محمد خالد زبیر آف فیصل آباد کی ہمشیرہ محترمہ تقریبا رات 2 بجے انتقال کرگئی۔مرحومہ نہایت پاک دامن اور باعفت لڑکی تھیں، ادارہ بنات اہلسنت لاہور بھائی محمد خالد زبیر اور مرحومہ کے تمام پسماندگان سے دلی تعزیت کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ مرحوم کو اللہ تعالیٰ اپنی شایان شان اجر جزیل عطا فرمائے۔آمین

13جنوری:

جامعہ حقانیہ للبنات کے مہتمم مولانا عبدالشکور حقانی، امیر اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ لاہور کے تایا جان قاری محمد یونس ریٹائرڈ آرٹلری کیپٹن C.M.H لاہور، بقضائے الٰہی وفات پاگئے، اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس نصیب فرمائے اور ورثاء کو صبر جمیل عطا فرمائے ادارہ بنات اہلسنت مرحوم کی ترقی درجات کے لیے دعا گو ہے۔

http://islamicurdubooks.net

15جنوری:

جامعہ حقانیہ لاہور، درجہ حفظ کے طالبعلم بھائی رحیم اللہ کی چچی جان ہارٹ اٹیک کے باعث وفات پاگئیں مرحومہ ماڈل ٹاؤن کیو بلاک میں رہائش پذیر تھیں۔

اللہ تعالیٰ ورثاء کو صبر جمیل عطا فرمائے ادارہ بنات اہلسنت اپنے تمام قارئین وقاریات سے استدعا کرتا ہے کہ مرحومہ کیلیے ایک بار سورہ فاتحہ اور تین بار سورہ اخلاص پڑھ کر ایصال ثواب فرمائیں۔اللہ ان کے درجات بلند فرمائے۔آمین

21جنوری:

جامعہ حقانیہ للبنات لاہور کی منتظم اعلیٰ اہلیہ مولانا عبدالشکور حقانی کے دادا جان جناب حاجی عبدالغفور نوراللہ مرقدہ صبح تقریبا چار بجے تہجد کے لیے تیاری کررہے تھے، کہ قاضی اجل کا فیصلہ آپہنچا۔انا للہ و انا الیہ راجعون اللہ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔اللہ ورثاء کو صبر جمیل عطا فرمائے۔آمین

22جنوری:

احناف ٹرسٹ کے صدر، مفتی محمد زبیر صاحب کے دوست قاری عبدالواحد صاحب مدرس جامع فاروق اعظم K.B کالونی ائیر پورٹ روڈ لاہور قضائے الٰہی سے انتقال کرگئے ہیں، نماز جنازہ آزاد کشمیر میں ادا کی گئی، اللہ مرحوم کو باغات جنت میں ابدالآباد کے لیے خوشیاں نصیب فرمائے۔آمین

22جنوری:

جامعہ اشرفیہ لاہور کے شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمان اشرفی نائب مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور داعی اجل کے پیغام پر لبیک کہہ گئے۔نماز جنازہ جامعہ اشرفیہ میں ادا کیا گیا جس میں لاکھوں افراد نے شرکت کی اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ کی نمائندگی کے لیے مولانا عبدالشکور حقانی، احناف ٹرسٹ کی نمائندگی کے لیے مولانا محمد کلیم اللہ، احناف میڈیا سروس کی نمائندگی کے لیے مولانا محمد اعجاز نے شرکت کی۔ جنازہ میں ملک بھر کے ممتاز علماء کرام سیاسی رہنما اور عوام الناس نے شرکت کی۔ادارہ حضرت کی دینی، علمی خدمات پر مستقل مضمون ان شاءاللہ آئندہ ماہ شائع کرے گا اللہ تعالیٰ مرحوم کی مرقد کو جنت کا باغ بنائے۔آمین

ملنے کے پتے

قاضی محمد اسرائیل گڑنگی مانسہرہ 0302-3501755

مولانا محمد شمیم ناگرہ، ماموں کانجن 0332-3637628

مولانا محمد افضل، کروڑ لعل عیسن لیہ 0302-8767686

مولانا محمد اقبال، جامعہ قادریہ بھکر 0346-6451553

مولانا محمد امین کمالوی، جامعہ حقانیہ لاہور 0306-8562708

محمد ہارون حنفی، نفیس لائبریری اچھرہ لاہور 0321-4743173

مولانا محمد اکرم نذیر، نزد مرکزی عیدگاہ چنیوٹ 0323-7803106

مولانا ساجد منگلوری، ڈاکخانہ منگلور تحصیل وضلع مانسہرہ ہزارہ 0333-5076151

مولانا محمد ابراہیم، جامعہ عربیہ مدینۃ العلوم محراب پور سندھ 0301-2461685

مولانا محمد آصف، جامعہ عائشہ صدیقہ للبنات تلہ گنگ ضلع چکوال 0300-7374582

مولانا نیاز فاروقی، جامعہ مدنیہ تعلیم الاسلام جڑانوالہ فیصل آباد 03319144212

مولانا محمد نواز، مدرسہ تعلیم الاسلام 223 سنت پورہ فیصل آباد 03326566136

مولانا محمد عمر فاروق، خطیب جامع مسجد چوکی بھاگٹ سرگودھا

مولانا عبدالغفار، خطیب جامع مسجد بلال میرک پور ناروال

مولانا عبدالمالک جامع مسجد مدنی، اڈا میانی ضلع سرگودھا

مولانا محمد ادریس، جامع انوار الاسلام لوبن پلی، نارووال

مولانا عبداللطیف عابد، جامع العلوم عیدگاہ بہاولنگر

مولانا سیف الرحمٰن، جامعہ حنفیہ بورے والا

قاری مختار احمد، 41 جنوبی سرگودھا

http://sunnatibooks.net

http://islamicurdubooks.net

http://islamicurdubooks.net

حقانیہ ٹرسٹ

کی دینی اور علمی خدمات ایک نظر میں

☆.....جامعہ حقانیہ، نزد پیکجز فیکٹری، قینچی امرسدھو، لاہور

شعبہ بنات میں درجہ حفظ وناظرہ سے لے کر درجہ عالمیہ تک جبکہ شعبہ بنین میں درجہ حفظ وناظرہ، درجہ اولی، ثانویہ عامہ، ثالثہ، ثانویہ خاصہ اور درجہ خامسہ تک کے اسباق پڑھائے جاتے ہیں۔

☆.....مدرسہ تقوی للبنات، نشیمن پارک اعوان مارکیٹ، لاہور

مدرسہ تقوی للبنات، ٹرسٹ اس میں تمام طلباء وطالبات مقامی ہیں۔ درجہ حفظ وناظرہ ''بنین'' اور ''بنات'' دونوں شعبوں میں قائم ہے۔ جبکہ شعبہ بنات میں درجہ اولی سے ثانویہ خاصہ تک درجات میں درجہ کتب کا انتظام ہے اور تعلیم بالغاں کا بھی باقاعدہ انتظام ہے۔

☆.....جامع مسجد تقوی، نشیمن پارک اعوان مارکیٹ، لاہور

مسجد میں درس قرآن، ماہانہ اجتماعات اور بیانات وغیرہ سے اہل علاقہ کی کثیر تعداد فیض یاب ہورہی ہے

☆.....مسجد ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، نزد سندھو چوک کماہاں، لاہور

مسجد میں اہل علاقہ کے بچوں اور بچیوں کے لیے قرآن کریم کی تعلیم کا اعلی انتظام ہے درس قرآن کریم، بیانات، اخلاقی، علمی اور اصلاحی اجتماعات وقتاً فوقتاً منعقد کئے جاتے ہیں۔

☆.....اس وقت بھی ٹرسٹ کے زیر اہتمام 6 مقامات پر دینی کام ہورہا ہے۔

☆.....ٹرسٹ 700 سے زائد طلباء وطالبات کو زیور تعلیم سے آراستہ کررہا ہے۔

☆.....90 سے زائد مسافر طلباء کی کفالت کے علاوہ 25 افراد پر مشتمل عملے کے اخراجات ٹرسٹ کے زیر بار ہیں۔

تعلیمی کارکردگی

درجہ حفظ	218 (طلباء وطالبات)
بنات عالیہ	127
بنات عالیہ	138
ثانویہ خاصہ	187
ثانویہ عامہ	240
تعلیم بالغاں	80

اخراجات سالانہ

کچن خرچ	6,00000
یوٹیلٹی بلز	24,0000
وظیفہ عملہ 25 افراد	1,275,000
کل میزان	21,15,000

فوری ضروریات

کتب طلباء وطالبات	40 ہزار
کتب برائے لائبریری	2 لاکھ
مینٹیننس بلڈنگ	1 لاکھ
کل میزان	3,40,000

حقانیہ ایجوکیشنل ٹرسٹ کو دامے، درمے، قدمے، سخنے مضبوط کرنے کے لیے اللہ کی دی ہوئی عطا سے دل کھول کر تعاون کریں۔ بارک اللہ فی اھلکم ومالکم

مولانا عبدالشکور حقانی مہتمم جامعہ حقانیہ قینچی امرسدھو لاہور
0322-4410730
0300-4207003

MONTHLY BANAT-e-AHL-e-SUNNAT LAHORE

احناف ٹرسٹ

زیر سرپرستی

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

- قدرتی آفات کے متاثرین کی قانونی دائرے میں رہتے ہوئے ہر ممکن امداد
- عوام الناس کے لیے دینی علمی، اصلاحی اور تاریخی کتب پر مشتمل لائبریریوں کا قیام
- دینی وعصری علوم سے ہم آہنگ اداروں کا قیام
- علماء، مبلغین اور طلباء کی معاشی ضروریات کا انتظام
- باصلاحیت اور مستحق طلباء وطالبات کی تعلیمی کفالت
- بے سہارا، نادار اور مفلس لوگوں کی کفالت
- خواتین کو ہنر مند بنانے کے لیے ووکیشنل سنٹرز کا قیام
- فری ڈسپنسریز کا قیام اور ایمبولینس سروس کی سہولت

اغراض و مقاصد

بینک اکاؤنٹ

Title Abid Jamshaid , Branch Code 0901
Account # 02000002899,Meezan Bank kashmir plaza gujranwala

رابطہ کیلئے

www.ahnaftrust.com,www.alittehaad.org,www.islahunnisa.com
Email_ahnaftrust@gmail.com,Cell_0321-4231173,0306-2251253

باہتمام: احناف میڈیا سروس AMS

http://islamicurdubooks.net